پارسا از حبہ تحریم

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پارسا از حب تحریم

WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ناول : پارسا

بقلم : حبہ تحریم

پہلی قسط

یہ کہانی ہے عدل وانصاف کی، سچ اور جھوٹ کی۔ جو دکھتا ہے وہ ہمیشہ ہوتا نہیں کی بہترین مثال۔ اس کہانی کو پڑھ کے آپ کو بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا جن میں سرفہرست اعتدال ہے جسے ہر معاملے میں اختیار کرنا ضروری بن چکا ہے۔

....

....

دسمبر کی دھند نے لاہور کی بڑی یونیورسٹی کے آئی ٹی ڈپارٹمنٹ کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ جبکہ رات دیر تک ہوتی بارش کی وجہ سے گراؤنڈ میں جگہ جگہ کیچڑ تھا۔ اُس نے بھورا لمبا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ سیاہ بال پونی میں مقید تھے، جبکہ دوپٹے کو گلے میں مفلر کی طرح ڈالا ہوا تھا۔ دائیں کلائی میں ایک نازک سا بریسلٹ نظر آرہا تھا جو دکھنے میں تو ایک عام سا بریسلٹ تھا لیکن ایک بہترین سنار ہی اس کی اہمیت بتا سکتا تھا۔ اس نے شانے پہ لٹکے بیگ سے کچھ کاغذات نکالے اور انھیں دیکھتی ہوئی سیدھا چلنے لگی کہ اچانک کسی وجود سے ٹکرانے کے باعث تمام کاغذات زمین بوس ہو گئے ۔ اس نے تاسف سے ان کاغذات کو دیکھا جو کیچڑ میں گرنے کے وجہ سے اپنی بے حرمتی پہ آنسو بہا رہے تھے۔ پھر نظر اٹھا کے اُس ٹکرانے والے کو دیکھا جس کے

www.novelsclubb.com

چہرے پہ ندامت واضح تھی۔ بلیک سوٹ پہنا ہوا تھا۔ بائیں کلائی پہ ایک قیمتی گھڑی تھی جبکہ دائیں ہاتھ میں موبائل تھاما ہوا تھا۔

فوراً بولا: "آئم سوری! میں نے دیکھا نہیں تھا۔ میں موبائل پر مصروف تھا۔" موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آخری جملہ ادا کیا۔ ابھی وہ کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی پاس سے گزرتے ایک لڑکے نے مصنوعی تاسف کہا "آہ افسوس خاشیہ تمہاری ساری محنت بیکار گئی۔ اب تو لیکچر اسٹارٹ ہونے میں صرف آدھا گھنٹہ باقی ہے۔ اب کیا تم دوبارہ ساری اسائنمنٹ دوبارہ لکھو گی چچ۔" آخر میں پھر سے افسوس کا اظہار کیا گیا۔ خاشیہ نے اس کی طرف ایک نظر دیکھا۔ پھر ٹکرانے والے کی طرف دیکھا: "اٹس اوکے" جھک کر کیچڑ میں گرے کاغذات نکالے اور چلی گئی۔ تھوڑا آگے جا کر بیگ سے موبائل نکالا اور ٹائم دیکھا۔ ابھی 1:35 ہوئے تھے اور لیکچر دو بجے شروع ہونا تھا۔ سامنے سے آتی سوہا نے جب اسائنمنٹ کا حشر دیکھا تو

بولی "خاشیہ یہ کیا ہوا ہے؟ تمہاری اسائنمنٹ۔اب تم کیا کرو گی۔" جس پر خاشیہ نے پورا واقعہ اس کے گوش گزار کیا "اوہ! یار اب اگر تم نے اسائنمنٹ سبمٹ نہ کروائی تو میم عشرت پہلے تو تمہاری اچھی خاصی انسلٹ کریں گی۔اس کے بعد کلاس سے بھی نکال دیں گی۔"

"تم فکر مت کرو۔میں مینج کر لوں گی تم لوگ کینٹین میں جاؤ میں آتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر خاشیہ ایڈمن بلاک کی طرف چلی گئی۔جہاں قطار در قطار ڈین آفس کے ساتھ تمام لیکچرارز اور پروفیسرز کے کیبن بنے ہوئے تھے۔وہ جانتی تھی اس وقت میم عشرت اپنے آفس میں ہوتی تھی۔اس نے کیبن کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئی۔"سوری میم ڈسٹرب کرنے کیلئے مگر ----"

. . . .

. . . .

"آپ سب لوگ میری ایک بات ذہن نشین کر لیں اگر آج کے بعد کسی نے بھی اس قسم کی بیوقوفانہ حرکت کی تو آپ لوگ میرا وہ روپ دیکھیں گے جو شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔اب تیاری کر لیں ہم آج رات ہی ریڈ کریں گے۔اپنے گھر والوں سے بات کرنا چاہیں تو کال کر لیں۔اور حسن تم مجھے اس کیس کی شروع سے لیکر ابھی تک ساری فائلز لا کر دو گے ابھی پچیس منٹ تک" یہ منظر تھا ایک پولیس اسٹیشن کے میٹنگ روم کا جہاں ایس پی داؤد عمر اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر دشمن پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف تھے۔"اوکے سر" اپنی سزا پر حسن نے تابعداری سے سر ہلایا تھا۔"کسی کا کوئی سوال؟" ایس پی داؤد نے پوچھا۔سب کے نو سر کہہ دینے پر میٹنگ کا اختتام ہوا۔

ایس پی داؤد کے نکلتے ہی سب لوگ باری باری نکل گئے۔اب وہاں صرف حسن اور شاہزیب رہ گئے تھے۔"یار مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ سر کس کا غصہ ہم پر نکالتے ہیں۔"حسن نے بیچارگی سے کہا۔ابھی میٹنگ میں پڑنے والی ڈانٹ کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ یہ سوال کر رہا تھا۔"ہو سکتا ہے سر بیوی سے ڈانٹ کھا کر آتے ہوں۔ اور اسی کا غصہ ہم پر نکالتے ہوں۔"شاہزیب نے اپنی رائے دی۔"کہاں یار ابھی نئی نئی تو شادی ہوئی ہے سر کی اور ابھی کل ہی میں نے سر کو ان کی زوجہ سے فون پر مسکراتے ہوئے بات کرتے سنا تھا۔"اس کے آگے بھی وہ مزید گل افشانیاں کرنا چاہتا تھا کہ پیچھے سے ایس پی داؤد کی کڑک دار آواز سنائی دی۔"اے ایس آئی حسن احمد بیس منٹ۔"یہ سنتے ہی حسن نے فوراً دوڑ لگا دی۔ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا کہ حسن نے کوئی کارنامہ سر انجام دیا ہو جس پر اسے سزا مل رہی ہو بس یہ حوصلہ صرف ایس پی داؤد میں تھا کہ اس کی ہر طرح کی شرارت کے باوجود وہ اسے کبھی اپنی ٹیم سے نہیں نکالتے تھے۔اس بار تو حسن نے کارنامہ ہی کچھ الگ سر انجام دیا

www.novelsclubb.com

تھا پہلے تو وہ اپنے جونیئرز کو تنگ کرتا تھا لیکن اب اس نے اپنے ایک سینئر آفیسر پر اس یخ بستہ موسم میں ٹھنڈے پانی کی بالٹی الٹا دی تھی۔اور اب اسی کی سزا بھگت رہا تھا۔

مجھے آج آنے میں کچھ دیر ہو جائے گی تم میرا انتظار مت کرنا اور دروازے لاک " کر کے سو جانا۔"ایس پی داؤد اپنی آفس ٹیبل پر بیٹھے فون پہ اپنی زوجہ کے ساتھ محو گفتگو تھے کہ دروازے پہ ہونے والی دستک نے خلل ڈالا۔"او کے اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ" کہہ کر فون بند کر دیا اور دستک دینے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔ توقع کے عین مطابق حسن سامنے کھڑا تھا۔"سر وہ---"دونوں ہاتھوں میں فائلز تھامے تقریباً ہانپتے ہوئے جملہ ادا کرنے ہی لگا تھا کہ ایس پی داؤد نے فوراً ٹوک دیا۔ "اے ایس آئی حسن احمد آپ پورے دس سیکنڈ لیٹ ہیں۔"جس پر حسن نے پہلے تو ناراض سی شکل بنائی پھر چہرے پہ بے چارگی طاری کرتے ہوئے کہا"سوری سر

وہ میں---" مگر اس بار بھی جملہ مکمل کرنا اس کی قسمت میں نہیں تھا۔ "آپ میری برائیاں کرنے میں مصروف تھے۔" ایس پی داؤد نے اپنی میز پر پڑی فائل کی ورق گردانی کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا۔ اس بار اس نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔ "بیٹھ جائیں اور ان فائلز کو ریڈ کریں۔ مجھے آج شام سے پہلے پہلے آپ کی طرف سے ایک بیک اپ پلان چاہیے جو صرف آپکے اور میرے درمیان رہے۔" اسی انداز میں کہا گیا۔ حسن نے بھی کرسی سنبھالی اور کام شروع کیا۔

••

•••

سب لوگ رولنمبر وائز اپنی اسائنمنٹس سبمٹ کروائے۔" میم عشرت کے کہنے پر سب نے اسائنمنٹ جمع کرانی شروع کی۔ اشعر تو رولنمبر بارہ (خاشیہ) کی باری کے انتظار میں تھا۔" رولنمبر بارہ!" میم عشرت کے آواز دینے پر خاشیہ نے اپنی اسائنمنٹ سبمٹ کروائی اور واپس آکر اپنی جگہ پہ بیٹھ گئ جبکہ اشعر نے قدرے حیرانی اور تعجب کے ساتھ یہ منظر دیکھا۔" رولنمبر تیرہ---!" کچھ وقفے کے بعد بھی جب رولنمبر تیرہ یعنی اشعر اسائنمنٹ جمع کروانے کیلیئے کھڑا نہ ہوا تو اس بار میم عشرت نے سخت انداز میں کہا:" مسٹر اشعر! دھیان کہاں ہے آپ کا؟ اسائنمنٹ سبمٹ کروانی ہے یا کلاس سے باہر جانا ہے۔" جس پر اشعر نے ہوش کی دنیا میں آتے ہوئے پہلے تو سوری میم کہا اور اور پھر خاشیہ کی طرف دیکھتے ہوئے نخوت سے سر جھٹکا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر میں جب لیکچر ختم ہوا تو سب طلباء باری باری کلاس سے باہر نکلنے لگے۔ "یار آؤ لائبریری چلتے ہیں۔ آج کا لیکچر ریوائز (دہرا) کر لیتے ہیں۔ پھر پیپرز اسٹارٹ ہو جانے ہیں تو ٹائم نہیں ملے گا۔" کشف نے کہا تو سوہا اور خاشیہ نے حامی بھری اور لائبریری کا رخ کیا۔ اب وہ سب لائبریری میں بیٹھی تھیں ایسے کے خاشیہ اور کشف آمنے سامنے جبکہ سوہا کشف کی برابر والی کرسی پر بیٹھی تھی اور ان کے سامنے کتابوں کا ڈھیر لگا تھا۔ خاشیہ اور کشف کا تعلق اپر کلاس سے تھا جبکہ سوہا متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ سب یونیورسٹی میں ماسٹرز کے طلباء تھے اور ایک ماہ بعد انھوں نے اس یونیورسٹی سے چلے جانا تھا۔ خاشیہ اپنی کلاس میں بہت عرصے تک جی آر کا عہدہ سنبھالتی آئی تھی مگر اس بار یہ فریضہ سرانجام دینے کا موقع عنایہ کو ملا تھا۔ بلاشبہ وہ بھی اس عہدے کی اہل تھی۔ ہاں سی آر کا عہدہ تو اشعر ہی سنبھال رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ باقی کسی کو شوق ہی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

. . . .

یہ منظر ہے یونیورسٹی کی کینٹین کا جہاں وہ بلیک سوٹ پہنے غالباً کسی کا انتظار کر رہا تھا اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ آتی ہوئی دیکھائی دی جس نے آسمانی رنگ کی فراک اور اسی رنگ کا پجامہ زیب تن کیا ہوا تھا جبکہ سرد موسم کی وجہ سے ایک موٹی میرون شال بھی لپیٹی ہوئی تھی۔ وہ آکر اس کے سامنے والی نشست پہ بیٹھ گئی اور سلسلۂ کلام شروع کیا۔ "اسلام علیکم بھائی! کیسے ہیں آپ؟ آج یہاں کیسے؟" چہرے سے خوشی صاف جھلک رہی تھی۔ اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا: "وعلیکم السلام عنایہ گڑیا تھوڑا سانس لو۔ بالکل ٹھیک ہوں میں اور آج یہاں ایسے آنا ہوا کہ ڈیڈ چاہ رہے تھے کہ ہم اپنے آفس میں یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کو انٹرنشپ کروائیں۔ بس پھر

میں نے سوچا کہ ہم سب بہن بھائیوں نے اسی یونیوسٹی سے پڑھا ہے تو یہی کہ اسٹڈونٹس کو چانس دیتے ہیں۔اسی لیے میں ڈین سر سے بات کرنے آیا تھا۔"شہیر درانی نے اپنی اکلوتی اور لاڈلی بہن عنایہ درانی کو تفصیل سے جواب دیا تھا۔"اوہ" عنایہ نے ہونٹوں کو گول کیا اور پھر کچھ ناراضی سے بولی:"مطلب آپ کا کام ہو تو آپ آجائیں گے میں کبھی بلاؤں تب تو نہیں آتے۔"شہیر کے لبوں کو ایک دلکش مسکراہٹ نے چھوا تھا:"ایسی بات نہیں ہے گڑیا میں مصروف ہوتا ہوں اس لیے نہیں آپاتا۔چلو آج اپنی گڑیا کی ناراضی دور کرنے کیلئے میں تمہیں باہر ڈنر کرواؤں گا۔"شکوہ دور کرنے کی کوشش کی گئی۔کچھ دیر تک ان میں یوں ہی گفتگو چلتی رہی۔پھر شہیر نے کچھ یاد آنے پر کہا:"ہاں جب میں آرہا تھا تو میری ایک لڑکی سے ٹکر ہو گئی تھی----"ابھی شہیر نے اتنا ہی کہا تھا کہ عنایہ نے بات کاٹتے ہوئے کہا:"خوبصورت تھی کیا؟""عنایہ"شہیر نے تنبیہی انداز میں کہا وہ جانتا تھا اب عنایہ نے اس کی شادی کا موضوع شروع کر دینا تھا۔شہیر کی تنبیہہ پہ وہ خاموش ہو

www.novelsclubb.com

گئی تو اس نے دوبارہ سلسلۂ کلام وہیں سے جوڑا: "ٹکرانے کی وجہ سے اس کی اسائنمنٹ کیچڑ میں گر گئی تھی اور وہاں کوئی لڑکا کہہ رہا تھا کہ دو بجے جمع کروانی ہے۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اس نے کیا کیا ہوگا۔" شہیر نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ تو عنایہ نے پریشانی دور کرنی چاہی: "بھائی آپ کو اگر اس کا نام پتہ ہے تو میں ایکسکیوز کرلیتی ہوں یا پرابلم کا کوئی سولیوشن نکال ہی لوں گی۔" شہیر کو اس چیز میں مہارت حاصل تھی اسے نام ہمیشہ یاد رہتے تھے۔ وہ ایک بار کسی کا نام سن لیتا تو کبھی بھول نہیں پاتا تھا۔ فوراً بولا: "خاشیہ، وہ لڑکا اسے خاشیہ کہہ رہا تھا۔" یہ سنتے ہی عنایہ کے ذہن میں آج کلاس کا واقعہ آیا خاشیہ کی پرنٹڈ اسائنمنٹ اور اشعر کی نظریں۔ وہ پل بھر میں معاملہ سمجھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

. . . .

. . . .

سورج طلوع ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔آج آسمان بالکل صاف تھا۔دھند میں بھی کمی تھی۔آج یونی میں اسپورٹس ڈے تھا۔خاشیہ اور عنایہ نے فٹبال میچ میں حصہ لیا تھا۔خاشیہ کا کمرا دوسری منزل پر تھا۔جب وہ یونی کیلئے تیار ہو کر نیچے آئی تو ناشتہ لگ چکا تھا۔اسماعیل چچا اور رابعہ چچی ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔وہ بھی ان کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی اور ناشتہ شروع کیا۔خاشیہ کے والد ابراہیم اور والدہ فاطمہ دونوں اس کے بچپن میں ہی ایک حادثے میں انتقال کر گئے تھے۔چچا چچی جو کہ بے اولاد تھے نے خاشیہ کی ذمے داری اپنے سر لے لی۔چچا نے مرحوم بھائی کا بزنس اور چچی نے گھر کو سنبھال لیا۔ناشتہ کر کے وہ یونی روانہ ہو گئی۔عنایہ اور وہ ایک ہی ٹیم میں تھیں۔عنایہ اسے گیٹ پہ ہی مل گئی تھی اس نے بتایا کہ شہیر بھی میچ دیکھنے آئے گا۔جس پر خاشیہ نے محض سر ہلایا۔دراصل عنایہ،خاشیہ سے شہیر

کی طرف سے معزرت کر چکی تھی۔تب ہی اسے معلوم ہوا تھا کہ اس ٹکرانے والے کا نام شہیر ہے اور وہ عنایہ کا بھائی ہے۔وہ دونوں چلتی چلتی گراؤنڈ تک پہنچ گئیں۔ابھی کچھ ہی دیر میں کھیلوں کا آغاز ہونے والا تھا۔عنایہ اور خاشیہ اپنی ٹیم کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی تھیں۔تو اشعر اور کامران (اشعر کا بیسٹ فرینڈ) سوہا اور کشف کے پاس چلے گئے۔"ہائے سوہا اینڈ کشف۔ہاؤ آر یو بوتھ ؟"

(Hi Soha and Kashaf. How are you both?)

اشعر نے خوشدلی سے سلام کیا۔جواباً سوہا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا:"پرفیکٹلی فائن اینڈ یو؟"

www.novelsclubb.com

(Perfectly fine and you?)

جبکہ کشف اور کامران خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔"میں بھی ٹھیک۔تم دونوں نے کسی گیم میں پارٹیسپیٹ کیا؟"اشعر اسی انداز میں بات کر رہا

تھا۔"نہیں ہمارا موڈ نہیں تھا۔ایکسکیوزاس۔"اب کی بار جواب کشف کی طرف سے آیا اور وہ سوہا کا بازو پکڑ کر لے گئی۔تھوڑی دور لے جا کر اس کا بازو چھوڑا اور پھر سوالیہ انداز میں کہنے لگی:"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟تم جانتی ہو ناں خاشیہ کی اس سے نہیں بنتی پھر کیا ضرورت تھی اس کے ساتھ اتنا مسکرا مسکرا کر باتیں کرنے کی"۔

خاشیہ کی نہیں بنتی تو میں کیا کروں؟مجھے تو بس ہینڈسم لڑکوں سے مطلب ہے۔"""" سوہا نے ایک ادا سے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔کشف نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔سامنے سے کوئی نیوی بلیو سوٹ میں ملبوس بائیں کلائی میں قیمتی گھڑی پہنے اور دائیں ہاتھ میں موبائل تھامے چلتا ہوا آرہا تھا۔کشف نے سوہا کا رخ اسی جانب دیکھا تو واپس جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف سوہا اور کشف کے چلے جانے کے بعد کامران گویا ہوا: "بڑے دانت نکل رہے تھے۔ جناب یادداشت تو نہیں دھوکا دے گئی۔ خاشیہ کی فرینڈز ہیں وہ۔" خاشیہ پہ زور دیتے ہوئے کہا۔ جس پر اشعر کے لبوں پہ ایک پر اسرار مسکراہٹ نے جھلک دکھائی تھی۔

. . . .

خاشیہ کے موبائل پہ کال آئی تھی۔ ادھر شور ہونے کے باعث وہ کال سننے دوسری طرف آئی۔ جب کال سن کے واپس جا رہی تھی تو پیچھے سے کسی کی آواز آئی۔ "ایکسکیوز می مس خاشیہ۔" خاشیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو شہیر درانی نیوی بلیو سوٹ

میں ملبوس کھڑا تھا۔"السلام علیکم" خاشیہ نے سلام میں پہل کی۔"وعلیکم السلام مس خاشیہ! سوری میری وجہ سے آپ کی---"شہیر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مزید کہنا چاہا کہ خاشیہ نے ٹوکتے ہوئے کہا:"آپ پہلے بھی سوری کر چکے ہیں "اور عنایہ نے بھی آپ کی طرف سے سوری کہہ دیا تھا۔

ہمم مگر میری تسلی نہیں ہوتی۔بائے داوے آپ نے مینج کیسے کیا؟عنایہ بتارہی" تھی کہ آپ کی میم کورٹن میں ہی اسائنمنٹ چاہیے ہوتی ہے۔اور وہ کافی اسٹرکٹ بھی ہیں۔"شہیر نے پوچھا۔"میں ہر اسائنمنٹ کی پکس سیو کر لیتی ہوں اور میں نے میم سے پرمیشن لے لی تھی پرنٹڈ اسائنمنٹ کی۔" خاشیہ نے مختصراً بتایا۔پھر شہیر کی ڈریسنگ کو دیکھتے ہوئے کہا:"آپ اسپورٹس ڈے کیلئے اس طرح تیار ہو کر آئے ہیں؟ یہ آپ کی ڈین سر سے میٹنگ تو نہیں ہے۔"شہیر معنی خیزی سے مسکرایا یعنی عنایہ اسے انٹرنشپس والی بات بتاچکی تھی۔"آپ نے بھی تو ایک قیمتی بریسلٹ پہنا

ہوا ہے جبکہ آپ فٹبال کھیلنے آئی ہیں۔" گویا حساب برابر کیا گیا۔ خاشیہ نے پہلے تو کچھ حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا کہ اسے کیسے بریسلٹ کے قیمتی ہونے کا اندازہ ہو گیا پھر یہ سوچا کہ وہ بھی اپر کلاس سے تعلق رکھتا ہے تو سر جھٹکا۔ شہیر نے اسے یوں حیران ہوتے دیکھا تو مسکرا دیا اور کہا: "عنایہ کدھر ہے؟" خاشیہ شہیر کو عنایہ کی طرف لے جانے لگی۔ دور کھڑی سوہا نے بے زاری اور بے چینی کے ملے جلے جذبات سے یہ منظر دیکھا تھا۔ اور بھی دو آنکھوں نے یہ منظر حسد سے دیکھا تھا۔

. . . .

. . . .

www.novelsclubb.com

اب تو میڈیا میں ہر طرف ایس پی داؤد اور ان کی ٹیم کے ہی چرچے تھے جو یکے بعد دیگرے کارنامے سرانجام دے رہی تھی۔اس رات ہونے والی ریڈ میں کامیابی کی اصل وجہ اے ایس آئی حسن احمد کا ترتیب کردہ بیک اپ پلان ہی تھا۔ جس پر اسے ایس پی داؤد کی طرف سے خاصی داد وصول ہوئی تھی۔اور اب وہ ان ہی کی طرف دعوت میں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔اس نے اپنے ساتھ شاہزیب کو بھی جانے کیلئے تیار کر لیا تھا جو اس کے سامنے کھڑا اس کے تیار ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جس کی آدھے گھنٹے سے تیاری ہی مکمل نہیں ہو رہی تھی۔آخر تنگ آ کر بولا: "حسن تمہارا رشتہ لینے نہیں جا رہے جو تم اتنا سج رہے ہو۔میں باہر جا رہا ہوں۔اگر تم دو منٹ میں نہ آئے تو میں اکیلا چلا جاؤں گا۔"حسن نے چہرے پہ معصومیت طاری کی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "مگر تم تو انوائیٹڈ ہی نہیں ہو۔تمہیں تو میں لے کر جا رہا ہوں۔"ابھی شاہزیب برا ماننے ہی والا تھا کہ حسن نے پھر سے کہا: "میں تیار ہو کر جاؤں گا۔تبھی تو کسی لڑکی کو پسند آؤں گا۔میرا مشورہ ہے تم بھی تیار ہو کر

www.novelsclubb.com

جایا کرو---"اس سے پہلے کہ حسن مزید کچھ کہتا شاہزیب نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا: "یہ لے میرے بھائی تو نے جتنا تیار ہونا ہے تو ہو۔ میں کچھ نہیں کہتا تجھے۔" حسن بھی دوبارہ اپنے بال سنوارنے لگا۔ شاہزیب اپنے موبائل پہ مصروف ہو گیا جب حسن کا موبائل بلنک ہوا تو فوراً بولا: "اوئے اتنی دیر ہو گئی۔ تو نے پہلے کیوں نہیں بتایا چل اب باہر آ جا جلدی۔" حسن نے کہتے ہی باہر کی طرف دوڑ لگا دی جبکہ پیچھے سے شاہزیب نے اپنا سر پیٹ لیا۔

. . . .

. . . .

www.novelsclubb.com

فٹبال میچ میں جیت عنایہ اور خاشیہ کی ٹیم کو حاصل ہوئی۔ابھی کچھ کھیل باقی تھے لیکن شہیر جس کام کیلئے آیا تھا وہ تو ہو گیا تھا یعنی عنایہ کو اس کے میچ کے دوران اسپورٹ کرنا۔اس لیے اب وہ عنایہ کے پاس آیا تھا۔"گڑیا میں جارہا ہوں میری میٹنگ ہے۔"عنایہ نے فوراً منہ بنایا:"بھائی یہ کیا بات ہوئی؟"شہیر نے اپنی گڑیا کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا:"تم نے میچ جیت لیا ناں اور میری امپورٹنٹ میٹنگ ہے ورنہ میں ضرور رکتا۔"عنایہ نے بھی سمجھتے ہوئے کہا:"اچھا ٹھیک ہے بھائی۔بائے۔" شہیر نے بھی مسکرا کر بائے کہا اور پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کے پاس آگیا۔

ابھی وہ اپنی گاڑی اسٹارٹ کر ہی رہا تھا کہ اسے کسی کے رونے کی آواز آئی۔اس نے گاڑی سے نکل کر دیکھا تو کوئی لڑکی فون ہاتھ میں تھامے ایک کونے میں کھڑی رو رہی تھی۔اس کا رخ دوسری جانب ہونے کی وجہ سے وہ چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔"آر یو اوکے؟"اس کے پاس جا کر پوچھا۔جب وہ مڑی تو پہچانتے ہوئے کہا:"عنایہ کی

کلاس فیلو ہیں آپ شاید "عنایہ نے اسے اپنے تمام کلاس فیلوز سے ملوایا تھا جب ہی اسے یاد تھا۔

جج جی میں سو---سوہا آپ کون ؟"سوہا نے ہکلاتے ہوئے انجان بن کر پوچھا۔"

""عنایہ کا بھائی ہوں میں۔ازایوری تھنگ اوکے مس ؟

(Is everything okay miss?)

اس نے ہمدردی کے تحت پوچھا۔"میرے فادر کی طبعیت خراب ہو گئی ہے مجھے فوراً گھر جانا ہے۔کیا آپ مجھے ڈراپ کر دیں گے ؟"فوراً پریشانی بتائی اور مدد بھی مانگی۔جس پر شہیر نے کچھ ہچکچاتے ہوئے حامی بھر لی۔اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔وہ بھی مسکرائی اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کے بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

ابھی گاڑی کچھ ہی دور پہنچی تھی جب سوہا بولی:"عنایہ بتا رہی تھی آپ اپنے آفس میں انٹرنشپس کروا رہے ہیں۔دراصل ہمارے گھر کے حالات کچھ ٹھیک نہیں

ہیں۔میرے فادر کی طبعیت بھی کچھ خراب ہے۔کیا میں آپ کے آفس میں انٹرنشپ کر سکتی ہوں۔"اس نے تعجب سے اس کی بات سنی اور سوچا کہ عجیب لڑکی ہے اپنا انٹرویو خود دے رہی ہے اور ایم ایس آئی ٹی کر رہی ہے اسے انٹرنشپ کی کیا ضرورت جس میں پیسے بھی نہیں ملتے۔پیپرز کے بعد جہاں بھی اپلائی کرے گی آسانی سے اچھی جاب مل جائے گی۔

. . . .

www.novelsclubb.com

دروازہ کھلا تو وہ گھر میں داخل ہوئی۔یہ ایک چھوٹا سا تین کمروں کا مکان تھا۔اس کے داخل ہوتے ہی اس کی چھوٹی بہن بول پڑی:"اللہ آپی تھوڑا صبر بھی کر لیا

کریں۔ جتنی زور سے دروازہ پیٹتی ہیں کسی دن ٹوٹ ہی جائے گا۔اور کچھ نہیں تو امی کا ہی خیال کر لیا کریں۔آپ کو پتہ بھی ہے وہ اس وقت سو رہی ہوتی ہیں۔اور آپ کی یونیورسٹی میں آج اسپورٹس ڈے تھا پھر اتنی جلدی کیسے آ گئیں؟"سوہا نے کہا:

"تم بھی تھوڑا سانس لے لیا کرو زرش میرے آتی ہی شروع ہو جاتی ہو۔ کھانے میں کیا ہے؟ بہت بھوک لگی ہے۔"زرش بھی جانتی تھی سوہا کو کچھ بھی کہنے کا کوئی اثر نہیں ہونا اس لیے بولی:"ہاتھ منہ دھو کر آئیں۔لگاتی ہوں کھانا،دال چاول بنائے ہیں امی نے۔"جبکہ دال چاول پر سوہا نے برا سا منہ بنایا اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

. . . .

. . . .

شام کے وقت آسمان پہ کالے بادلوں نے ڈیرہ جمالیا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد برسنا شروع کر دیا۔ گویا صبح کی کسر نکالنی ہو۔ سردیوں کی بارش اپنے ساتھ نزلہ اور زکام کے تحفے بھی لاتی ہے اس لیے سب لوگوں نے جلد ہی اپنے گھروں کا رخ کر لیا تھا۔ اب رضائیوں اور کمبلوں میں دبکے بیٹھے تھے۔ یہی حال درانی ہاؤس کا بھی تھا۔ عنایہ یونیورسٹی سے گھر آتے ہی رضائی منہ تک اوڑھ کر سو گئی تھی۔ اب منال بھابھی اسے اٹھانے آئی تھیں۔ "عنایہ اب اٹھ جاؤ۔ ممی اور تمہارے بھائی ڈنر پہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" انہوں نے پیار سے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا تو اس نے اپنی آنکھیں آہستہ آہستہ کھولیں۔ نیند کا خمار آنکھوں میں ابھی بھی تھا۔ منال بھابھی نے پھر کہا: "اٹھو فریش ہو جاؤ اور ڈنر کیلیئے آجاؤ۔" "او کے بھابھی۔" عنایہ کہتے ہی اٹھی اور واشروم چلی گئی۔

وہ فریش ہو کر پہنچی تو اسی کا انتظار ہو رہا تھا۔ شہیر کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گئی۔ آج سربراہی کرسی خالی تھی کیونکہ درانی صاحب ایک میٹنگ کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے تھے۔ موسم خراب ہونے کے باعث ادھر ہی رک گئے تھے۔ "عنایہ! کونگریٹس۔" مسز درانی نے میچ جیتنے پہ مبارکباد دی۔ تو عنایہ نے خوشدلی سے مبارکباد وصول کی: "تھینکس ممی۔" پھر ڈنر شروع کیا۔ "شہریار بھائی! میں آپ سے ناراض ہوں آپ میچ دیکھنے نہیں آئے تھے۔" عنایہ نے اپنے بڑے بھائی سے ناراضی ظاہر کرنا ضروری سمجھا۔ اس کی بات سنتے ہی وہاں موجود چاروں نفوس کے لبوں پہ ایک دلکش مسکان نے احاطہ کیا تھا۔ "گڑیا! کونسی آئسکریم کھانا پسند کرو گی۔" شہریار درانی نے اس کو منانے کیلئے حربہ اپنایا۔ وہ جانتے تھے عنایہ آئسکریم کو کبھی انکار نہیں کرسکتی۔ اس نے منہ بناتے ہوئے کہا: "آپ مجھے لالچ دے رہے ہیں۔ آپ کو کیا لگتا ہے میں یوں مان جاؤں گی؟ آپ سے اچھے تو شہیر بھائی ہیں جو تھوڑی دیر کیلئے ہی سہی لیکن آئے ضرور تھے۔" شکوہ کیا اور شہیر کی

www.novelsclubb.com

تعریف بھی کی۔اب شہیر نے بھی گفتگو میں حصہ لیا:"ہاں اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں زیادہ اچھا بھائی ہوں۔اس لیے اب آپ گڑیا اور بھابھی کو آئسکریم بھی کھلائیں گے اور شاپنگ بھی کروائیں گے۔"عنایہ اور منال بھابھی نے فوراً حامی بھری۔"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر ابھی بارش ہو رہی ہے۔کل لے جاؤں گا۔"شہریار نے مانتے ہوئے کہا۔"کل لازمی لے جایئے گا۔پھر عنایہ کے پیپرز اسٹارٹ ہو جائیں گے تو وہ تو بس کمرے اور یونیورسٹی کی ہی ہو کر رہ جائے گی۔" اب منال بھابھی نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا۔"ہاں ضرور کل ہی لیکر جاؤں گا۔" شہریار بھئی نے کہا۔

عاصم درانی ایک مشہور بزنس مین ہیں اور بزنس کی دنیا میں مسٹر درانی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ مسز درانی ایک سوشل ورکر ہیں مگر حد سے زیادہ اسٹیٹس کانشئیس۔ان کے تین بچے ہیں۔سب سے بڑا شہریار درانی جو کہ اپنے والدہ کی

طرح اسٹیٹس کانشئیس ہے کی کچھ وقت پہلے ہی منال جہانگیر سے شادی ہوئی تھی۔وہ چار ماہ پریگنینٹ تھی۔اس کے بعد شہیر درانی، بالکل اپنے والد کی طرح ایک نرم گو انسان۔اور پھر سب سے چھوٹی عنایہ درانی،سب گھر والوں کی لاڈلی۔ شہیر یار اور شہیر اپنے والد کے ساتھ سنبھالتے تھے جبکہ منال اپنا بوتیک چلاتی تھی۔

....

....

www.novelsclubb.com

وہ فجر پڑھ کر فارغ ہوئی تو دعا کیلئے ہاتھ اٹھا لیے۔آج بھی وہ دعا میں کچھ نہ مانگ سکی تھی۔یہ اس وقت سے تھا جب اس نے اپنے ماں باپ کو کھویا تھا۔کتنی ہی

دعائیں مانگی تھیں اس نے پروردگار سے اپنے ماں باپ کی زندگی کیلئے مگر وہ قبولیت کا درجہ نہ پاسکیں اور اسے یتیم کر گئیں۔ایسا نہیں تھا کہ اسے اللہ پر یقین نہیں رہا تھا۔ بس اس حادثے نے اس سے مانگنے کی صلاحیت چھین لی تھی۔ گویا لب سی دیے ہوں۔ہر روز کی طرح اب بھی اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیرے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔اسے قرآن پڑھنا تھا۔اسے سکون چاہیے تھا۔کیا ہوا کہ وہ پروردگار کو اپنی نہ سنا سکی۔اس کی تو سن سکتی تھی۔خاشیہ نے صوفے پر بیٹھ کر قرآن پاک کھولا اور سورہ رحمن کی تلاوت کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

وہ جو دلوں کے راز جانتا ہے

وہ جو واقف ہے سینوں کی باتوں سے

وہ جو واقف حال ہے زندگی کے ہر موڑ سے

وہ جو آپ کے ہر پل میں آپ کے ساتھ ہے

بھلا بتاؤ تو اسے غم بتانے کے بجائے

آپ کس کو ڈھونڈنے جا رہے کسے غم سنانے جا رہے

کیا اس سے زیادہ بھی کوئی طاقت ور ہے

نہیں ناں

تو لوٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور کہہ دو ہر غم اسے

. . . .

www.novelsclubb.com

. . . .

یونیورسٹی میں ماسٹرز کے امتحانات شروع ہونے والے تھے۔چونکہ اس کے بعد طلباء نے عملی زندگی میں شامل ہو جانا تھا۔اس لیے ہر وہ طالب علم جو دو ہفتوں میں ایک بار یونیورسٹی آتا تھا۔وہ بھی روز یونیورسٹی میں پایا جاتا۔گہما گہمی بڑھ گئی تھی۔ کچھ فریشرز کا بھی کمال تھا کہ ابھی ابھی فرسٹ سمیسٹر والوں کی کلاسز کا آغاز ہوا تھا توان کی ریگنگ کیلئے سینئیرز میدان میں اتر آئے تھے۔خاشیہ میس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ کے سامنے بیٹھی نوٹس بنا رہی تھی جب ایک لڑکا اس کے پاس آیا۔وہ چہرے سے ہی کافی پریشان نظر آرہا تھا۔شاید کسی سینئیر کے عتاب کا نشانہ بنا تھا۔ خاشیہ کی طرف دیکھتے ہوئے چہرے کے تاثرات نارمل کیے اور پوچھنے لگا: "ایکسکیوز می مس۔کین یو پلیز ٹیل می وئیر از میس کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ؟"

www.novelsclubb.com

(Excuse me miss. Can you please tell me where is Mass Communication Department?)

اس نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا پھر اس کے پیچھے میس کمیو نکیشن بلڈنگ کو۔ پھر مسکراتے ہوئے اپنے دائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: "ضرور آپ اس طرف جائیں۔ تھوڑا سا آگے جا کر لیفٹ اور پھر رائٹ مڑ جائیں۔ اس کے بعد دس منٹ کی پیدل واک کریں اور آپ کے سامنے --------واشروم ہو گا۔ وہاں سے اچھی طرح منہ دھو کر واپس ادھر آئیں۔ پھر پیچھے مڑ کر دیکھیں میس کمیو نیکیشن ڈیپارٹمنٹ آپ کے سامنے ہو گا۔"

www.novelsclubb.com

اس لڑکے کو یہ بات سمجھنے میں کچھ وقت لگا تھا۔ لیکن جیسے ہی سمجھ آیا مڑ کے پیچھے دیکھا۔ ڈیپارٹمنٹ سامنے تھا۔ شر مندگی کے باعث دوبارہ خاشیہ کی طرف نہیں

دیکھا اور ڈیپارٹمنٹ کی جانب چلا گیا۔خاشیہ نے بھی سر جھٹک کے دوبارہ نوٹس بنانے شروع کیے۔

. . . .

"اے ایس آئی حسن احمد،انسپکٹر شاہزیب کدھر ہیں؟"ایس پی داؤد عمر نے شاہزیب کی سیٹ خالی دیکھتے ہوئے پوچھا تو حسن نے لاعلمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:"ڈونٹ نو سر۔میں کال کر کے پتہ کرتا ہوں۔"اور ساتھ ہی موبائل نکال کر کال ملانی شروع کی۔"ٹھیک ہے۔جیسے ہی رابطہ ہو ان سے کہیں ڈیوٹی پر پہنچیں اور میں چھٹی کیلیئے کسی قسم کا کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔"ایس پی داؤد نے تنبیہی لہجے میں

کہااور اپنے آفس کی طرف چلے گئے۔" ویسے حسن تم ٹھیک ہی کہتے ہو سر کسی اور کا غصہ ہم پہ نکالتے ہیں۔" انسپکٹر خرم نے ایس پی داؤد کے سخت لہجے پر کہا۔" میں تو اور بھی بہت کچھ کہتا ہوں مگر میری کوئی سنتا ہی نہیں۔" ایک بار کال نہ سننے پر حسن نے دوبارہ کال ڈائل کرتے ہوئے کہا۔" مطلب؟" انسپکٹر خرم نے نا سمجھی سے پوچھا۔ تو حسن نے تقریباً چیختے ہوئے کہا:" آلو والے سموسے منگوانے کو کہے تھے گھنٹہ پہلے۔ منگوائے کسی نے؟" پھر دوبارہ کال ملانے لگا۔ اور انسپکٹر خرم نے پانچ سو کا نوٹ ایک کانسٹیبل کو پکڑاتے ہوئے آلو والے سموسے لانے کا کہا۔ کانسٹیبل جانے لگا تھا تو حسن نے اسے روکتے ہوئے کہا:" ایک منٹ۔ واپس آؤ۔" حسن کے کہنے پر وہ واپس آیا تو حسن نے کہا:" کوئی شرم ہے تم میں۔ پانچ سو کا نوٹ لے کر جاؤ گے آلو کے سموسے لینے۔ ساتھ میں کوئی پکوڑے اور جلیبی بھی لی کر آنا۔ اور چٹنی لانا مت بھولنا۔" کانسٹیبل نے غور سے ہدایات سنیں اور تھانے سے

www.novelsclubb.com

نکل گیا۔ جبکہ تین چار کالز کے بعد بھی جب کالز نہ ریسیو کی گئی تو حسن نے سب کچھ چھوڑتے ہوئے شاہزیب کے گھر کا رخ کیا۔

....

....

کشف کو کوئی پروگرام سمجھنا تھا اس لیے اس نے خاشیہ کو کمپیوٹر لیب بلوایا تھا۔ ابھی خاشیہ اسے سمجھانے ہی لگی تھی کہ سوہا بھی وہاں آگئی۔ "مجھے بھی یہ پروگرام سمجھنا ہے۔" سوہا نے کہا تو خاشیہ نے دونوں کو ساتھ سمجھانا شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد عنایہ بھی ادھر آگئی۔ تو سوہا نے کہا: "عنایہ تم شہیر سے بات کر سکتی ہو آفس میں میری انٹرنشپ کیلئے۔ ایکچولی میں خود بات کر لیتی شہیر سے مگر میرے پاس نمبر

نہیں ہے۔ لیکن اگر تمہیں پرابلم ہے تو تم مجھے نمبر دے دو میں خود بات کر لوں گی۔" خاشیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تا کہ اس کے چہرے کے تاثرات بھی دیکھے جا سکیں۔ مگر اس کے تاثرات بالکل نارمل تھے۔ "نہیں مجھے کیا پرابلم ہو گی؟ میرے بھائی ہیں وہ۔ میں بات کر لوں گی اگر کچھ پاسیبل ہوا تو تمہیں بتا دوں گی۔" عنایہ نے بھائی پر زور دیتے ہوئے کہا۔ پھر جب خاشیہ نے پروگرام سمجھا دیا تو لیب سے نکل گئی۔ عنایہ اس سے پہلے ہی جا چکی تھی۔

کشف نے پروگرام کی پریکٹس کرتے ہوئے کہا: "تم ڈائریکٹ بھی مانگ سکتی تھی۔"

کیا؟" سوہا نے بیگ سے نیل پینٹ نکالا اور احتیاط سے اپنے ناخنوں پہ لگاتے ہوئے پوچھا۔ "فون نمبر۔" مختصر جواب دیا۔ تو سوہا نے سر اٹھا کے اس کی طرف

دیکھا۔ پھر بالوں کو جھٹکتے ہوئے کہا: "ویٹ، تمہیں لگتا ہے میں نے یہ شہیر کا نمبر لینے کیلئے کیا ہے۔"

میں نے تو کسی کا نام نہیں لیا۔" کشف نے اسی انداز میں کہا۔" مگر بات تو شہیر کی ہی ہو رہی تھی۔" سوہا نے بات سنبھالنے کیلئے کہا۔ تو کشف بولی: "یعنی تم ایکسیپٹ کر رہی ہو کہ تم نے یہ شہیر کا نمبر لینے کیلئے کیا تھا۔" "اچھا بس اب بات کو بڑھاؤ مت۔" سوہا بگڑ کر بولی اور لیب سے باہر چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

•••

قسط#2

ایس پی داؤد اپنی ٹیم کے ساتھ شاہزیب کے گھر میں موجود تھے۔ جہاں ہر طرف ٹوٹی، بکھری چیزیں پڑی تھی۔ وہ سب ایک ایک چیز کی تلاشی لے رہے تھے۔ بہت سے انگلیوں کے نشانات انھیں ملے تھے۔ جو فرانزک لیب بجھوا دیے گئے تھے۔ شاہزیب کا کہیں کوئی نام و نشان نہ تھا۔ اس کی فیملی حیدر آباد میں مقیم تھی۔ کچھ ماہ پہلے ہی اس کی پوسٹنگ لاہور ہوئی تھی۔ حسن، ایس پی داؤد کے پاس آیا تھا۔ "سر! کیا ہمیں محلے والوں سے تفتیش نہیں کرنی چاہیے۔" حسن کے پوچھنے پر ایس پی داؤد نے کہا۔ "نہیں۔ اے ایس آئی حسن! ہم ایک پولیس آفیسر کے کڈنیپ ہونے کی خبر عوام نہیں پھیلا سکتے۔ ہماری عوام کا پہلے ہی پولیس پر اعتماد نہیں ہے۔ رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے گی۔ اور پھر ہم تفتیش تو تب کریں جب ہمیں پتہ نہ ہو کہ یہ

کیا کس نے ہے۔"""مطلب سر۔"حسن نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔"ملک عباس نے"مختصراً کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگے۔حسن کے ساتھ ہی باقی ٹیم نے بھی یہ بات سنی تھی۔اب انھیں یہ بھی ایک راز رکھنا تھا جیسے پچھلے کئی راز رکھے تھے۔

ملک عباس ایک نامور سیاستدان تھا۔جو سیاست کے ساتھ ساتھ ملک کو تباہ کرنے کا کام بھی بخوبی سرانجام دے رہا تھا۔کرپشن اور منشیات کی اسمگلنگ میں پیش پیش۔ایس پی داؤد نے کچھ ہی وقت پہلے رات کے پہر اس کے گھر ریڈ کر کے رنگے ہاتھوں پکڑا تھا۔اسی باعث میڈیا پہ بھی ایس پی داؤد اور ان کی ٹیم کے خوب چرچے ہوئے تھے۔اور اب ملک عباس نے اسی کا بدلہ لیا تھا یا شاید اپنی طاقت دکھانی چاہی تھی۔

"کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ انھیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور ان سے زیادہ زبردست آثار زمین پہ چھوڑ گئے ہیں۔ مگر اللہ نے ان کے گناہوں پر انھیں پکڑ لیا اور انھیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔"(سورہ مومن: آیت نمبر ۲۱)

"اے ایس آئی حسن! جلدی یہاں سے تمام ثبوت اکٹھے کرو۔ پھر ہم سب پچھلے دروازے سے نکلیں گے اور تم محلے والوں سے کہو گے کہ شاہزیب اپنی فیملی کے پاس گیا ہے۔ تم اس کا سامان لینے آئے تھے یہاں۔" ایس پی داؤد کی ہدایات پہ حسن نے تابعداری سے سر ہلایا اور سب دوبارہ اپنے کاموں میں جت گئے۔

. . . .

. . . .

سوہا کے نکلتے ہی کامران جو کہ کافی دیر سے پیچھے بیٹھا یہ سب منظر ملاحظہ کر رہا تھا۔ کشف کے پاس آکر اس کی خیریت دریافت کرنے لگا: "کیسی ہو؟" کشف نے کمپیوٹر سے نظر اٹھا کے اس کی طرف دیکھا پھر بے تاثر چہرے کے ساتھ یک لفظی جواب دیا: "ٹھیک"۔ اس کے مختصر جواب پر کامران اس کے ساتھ والی کرسی پر براجمان ہو گیا۔ "شہیر کون ہے؟" انداز تمہید باندھنے والا تھا۔ کشف نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کامران نے پھر کہا: "تم نے پیپرز کی تیاری کر لی؟" کشف نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے کوئی انہونی بات کی ہو۔ وہ گڑبڑایا۔ "سوری تم تو پہلے سے ہی تیاری کر کے رکھتی ہو۔" کشف نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا۔ وہ پھر بولا: "ویسے کیا فائدہ ہماری کلاس میں ٹاپ تو خاشیہ، اشعر یا عنایہ ہی کرتے ہیں۔"

کشف نے گھورتے ہوئے پوچھا: "تم خود چلے جاؤ گے یا مجھے کہنا پڑے گا؟" کشف کے کہنے پر وہ چپ کر کے لیب سے چلا گیا۔ پیچھے کشف بڑبڑائی "عجیب خر دماغ انسان ہے۔" لیکن بڑبڑاہٹ اتنی تھی کہ کامران نے آرام سے سن لیا تھا۔

کامران کی کلاس سے نکلنے کی دیر تھی کہ باہر اس کے انتظار میں کھڑے اشعر نے بے تابی سے پوچھا: "ہاں بھئ! پھر کیسی رہی؟" کامران نے ایک مکا اسکے گال پر رسید کرتے ہوئے کہا: "آپ کی مہربانیوں اور عنایتوں کی بدولت بہت زبردست۔" اشعر نے قہقہہ لگایا۔ "مجھے خر دماغ انسان کہہ رہی تھی۔" کامران نے اپنا رونا رویا۔ "چلو یار انسان تو مانا اور ماشاءاللہ سے تمہارے پاس دماغ بھی ہے۔ تم نے کبھی بتایا نہیں۔" اشعر نے بمشکل قہقہہ روکتے ہوئے اس کے زخموں پہ نمک چھڑکا۔

. . . .

. . . .

خاشیہ یونیورسٹی سے جب گھر لوٹی تو رابعہ چچی اسی کی منتظر تھیں۔"السلام علیکم بیٹا! فریش ہو آؤ۔ میں کھانا لگواتی ہوں۔" پیار سے کہا تو خاشیہ نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔"وعلیکم السلام اوکے چچی۔" پھر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد خاشیہ فریش ہو کر ڈائننگ روم میں پہنچی۔ چچی سربراہی کرسی پر بیٹھی تھی۔ وہ ان کے برابر والی نشست سنبھال گئی تو چچی نے بات کا آغاز کیا۔"بیٹا شام کو تمہارے چچا کا بزنس ڈنر ہے۔ میں ان کے ساتھ جاؤں گی۔ ہو سکتا ہے ہمیں واپسی پہ دیر ہو جائے۔ تم ہمارا انتظار مت کرنا اور سو جانا۔" خاشیہ نے کہا:"اوکے چچی۔ آپ چچا سے بات کر لیں کہ پیپرز کے بعد میں نے آفس جوائن کرنا ہے۔ میں نے سوچا تھا

www.novelsclubb.com

میں خود کر لوں گی آج مگر وہ تو گھر پہ ہی نہیں ہوں گے۔" چچی نے جواباً ٹھیک ہے کہہ دیا۔

....

....

عنایہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔اس نے کچھ دیر پہلے ہی شہر یار اور شہیر سے سوہا کی انٹرنشپ کی بات کی تھی۔ شہیر نے تو سنتے ہی انکار کر دیا تھا جبکہ شہر یار نے کہا کہ وہ امتحانات کے بعد آفس میں سی وی دے دے۔ عنایہ کو سوہا کا انداز کچھ جتاتا ہوا لگا تھا۔اس لیے وہ چاہتی تھی کہ سوہا ان کے آفس میں جاب نہ کرے مگر دل کے ایک کونے نے یہ کہہ کر ڈپٹ دیا تھا کہ کسی کے راستے میں رکاوٹیں حائل نہیں کرتے۔ ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ کچھ سوچتے ہوئے خاشیہ کو کال ملائی۔ کچھ لمحوں کی دیر کے بعد دوسری جانب سے کال اٹھالی گئی۔ سلام دعا کے بعد عنایہ نے مدعے پہ

www.novelsclubb.com

آتے ہوئے کہا:"خاشیہ تم نے آگے کیا کرنا ہے مطلب کہاں جاب کرنی ہے؟" خاشیہ نے حیرانی سے اس کا سوال سنا پھر بولی:"اپنے فادر کے آفس میں۔"عنایہ مایوس ہوئی۔"اوہ ویسے کس چیز کا بزنس سے تمہارے فادر کا؟""ایڈورٹائزنگ (اشتہارات) کا"خاشیہ نے بتایا۔"اچھا ہمارا گیمز اینڈ ویبسائٹ ڈیولپنگ کا ہے۔" عنایہ نے بھی بتایا۔پھر مزید گویا ہوئی:"اچھا تمہارے آفس میں انٹرنشپس نہیں ہیں کیا؟"خاشیہ نے سمجھتے ہوئے کہا:"سوہا کی وجہ سے کہہ رہی ہو ناں۔"وہ خاموش رہی۔"اس کا انداز غلط تھا مگر نیت نہیں اور اس کا انٹرسٹ ویبسائٹ ڈیولپنگ کی طرف ہے۔"عنایہ اس کی بات پر کچھ مطمئن ہوئی۔پھر دونوں نے تھوڑی دیر باتیں کرنے بعد کال رکھ دی۔اب عنایہ پر سکون تھی۔وہ جیسا سوچ رہی تھی ویسا نہیں تھا ہاں اسے امید تھی۔

www.novelsclubb.com

. . . .

. . . .

ایس پی داؤد رات کے پہر اپنی ٹیم کے ساتھ شاہزیب کو ڈھونڈنے کے مشن میں تھے۔ کچھ وقت پہلے ہی انھیں کسی سورس سے پتہ چلا تھا کہ ملک عباس کے بیٹے ملک فراز نے شاہزیب کو اغوا کروا کے شہر سے دور ایک پرانے گھر میں رکھا ہوا ہے۔ وہ سب ساری پلیننگ کر کے اب اس گھر کے باہر موجود تھے۔ یہ بالکل چھوٹا سا گھر تھا جو شاید بہت عرصے سے بند پڑا تھا۔ دروازے پر زنگ آلود تالا لگا ہوا تھا۔ باہر سے بھی گھر مٹی اور گرد میں اٹا ہوا تھا۔ "اے ایس آئی حسن! آپ یہ تالا توڑنے کی کوشش کریں۔ میں پیچھے کی طرف دیکھتا ہوں۔ شاید کوئی اور راستہ ہو۔" ایس پی داؤد عمر نے ہدایت دی اور پیچھے کی طرف چلے گئے۔ حسن نے تالا توڑنا شروع کیا۔ انسپکٹر خرم اور حسن نے آڑی پکڑی اور تالے پہ ضرب لگائی۔ دو

www.novelsclubb.com

تین ضربوں پہ تالا ٹوٹ کے نیچے گر گیا۔احتیاط سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئے۔عین اسی لمحے ایس پی داؤد بھی اندر داخل ہوئے۔گھر باہر سے دکھنے میں جتنا چھوٹا تھا اندر سے بھی ویسا ہی تھا۔ایک منزلہ گھر جس میں ایک دروازہ اور ایک کھڑکی تھی جسے توڑ کر ایس پی داؤد داخل ہوئے۔اور اس کے علاوہ ایک مین دروازہ تھا۔جس سے حسن باقی ٹیم کے ساتھ اندر آیا تھا۔اب انھوں نے وہ دروازہ کھولا جو ہلکا سا دھکا دینے سے آرام سے کھل گیا تھا۔وہ کمرے میں داخل ہوئے۔مٹی دھول یہاں بھی تھی اور دیواروں پر جا بجا جالے لگے تھے۔کمرا بالکل خالی تھا۔فرش پر ایک کونے میں قالین بچھا ہوا تھا۔دھول مٹی کے باعث سب نے چہرے پہ ماسک لگا لیے۔ایس پی داؤد نے قالین اٹھایا اس کے نیچے کوئی دروازہ سا معلوم ہو رہا تھا۔

دروازہ کھولا تو نیچے ایک تہ خانہ تھا۔آدھی ٹیم کو ادھر ہی چھوڑ کر ایس پی داؤد، حسن، خرم اور ایک اور سپاہی تہ خانے میں گئے۔چاروں طرف کاٹھ کباڑ کا ڈھیر لگا تھا۔دور ایک کرسی تھی جس پر کسی کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔حسن آگے بڑھا وہ

www.novelsclubb.com

شاہزیب ہی تھا اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔ حسن نے پٹی اتاری اور رسیوں کھولنی شروع کیں۔ باقی سب وہاں کی تلاشی لینے لگے۔ جب کچھ خاص نہ ملا تو شاہزیب کہ لیکر باہر آ گئے۔ ابھی اس گھر سے وہ سب باہر نکل ہی رہے تھے کہ اچانک گھر کو آگ لگ گئی۔ حسن شاہزیب کو لیکر آگے آ گیا تھا۔ ایس پی داؤد سب سے آخر تھے۔ حسن نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ ایک لمحے کو ساکت ہو گیا تھا۔

"سر۔۔۔" شہر سے دور اس ویران علاقے میں حسن کی چیخ بلند ہوئی۔

....

....

www.novelsclubb.com

یونیورسٹی میں امتحانات کا دور شروع ہو چکا تھا۔ نہ جانے ان امتحانات کے بعد کتنے ہی لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہونے والی تھیں۔ پیپر دے کر نکلنے والے چہرے الگ ہی داستان سنا رہے تھے۔ کچھ چہرے اتنے اداس تھے گویا ان پہ ظلم کا پہاڑ توڑ دیا گیا ہو۔ تو کسی کا چہرہ یوں کھلا تھا جیسے تازہ پھولوں کا گلدستہ۔ لیکن بہت سارے چہرے مطمئن اور پر سکون بھی تھے۔ ان ہی چہروں میں سے ایک خاشیہ کا تھا، پر سکون، مطمئن۔ وہ پیپر دے کر نکلی ہی تھی کہ پیچھے سے اشعر نے آواز دی: "خاشیہ رکو! بات سنو۔" وہ رکی۔ وہ بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کے پاس آ کر بریک لگائی۔ سانس پھول چکا تھا۔ دو گہرے سانس لیے۔ پھر بولا: "آئم سوری۔ میں نے اتنے ٹائم سے ایک معمولی سی بات کو دل سے لگایا ہوا تھا۔ مگر اب ہماری یونیورسٹی لائف ختم ہو گئی ہے۔ بہت جلد ہم پریٹیکل لائف میں اینٹر ہونے والے ہیں۔ آئی ہوپ تم مجھے معاف کر کے وہ سب کچھ بھول جاؤ گی۔" پھر خاموش ہو کر خاشیہ کی طرف دیکھا۔ وہ نازک بریسلٹ آج بھی اس کی کلائی کی زینت بنا ہوا تھا۔ "اٹس اوکے۔"

www.novelsclubb.com

ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ عنایہ وہاں آگئی۔ پھر وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی گیٹ تک آئی۔ خاشیہ کو ڈرائیور لینے آیا تھا جبکہ عنایہ کو شہیر۔ شہیر نے خاشیہ کو دیکھا تو مسکرا کر سلام کیا۔ خاشیہ نے بھی سلام کا جواب دیا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔ وہ ایسی ہی تھی کم گو، اپنے کام سے کام رکھنے والی۔ دوسروں کو جلدی معاف کر دینے والی۔ اسے لڑائی کرنا پسند نہیں وہ نظر انداز کرنے پر یقین رکھتی تھی۔ جانے وہ کب تک ان عادات پر قائم رہے۔

....

....

www.novelsclubb.com

ایس پی داؤد اس وقت شاہزیب کے گھر میں موجود تھے۔ حسن رات سے شاہزیب کے ساتھ ہی تھا اور ابھی کچن میں کھڑا چائے بنانے میں مگن تھا۔ ایس پی داؤد، شاہزیب کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ پھر اس سے پوچھا: "کیا ہوا تھا؟ سب کچھ تفصیل سے بتاؤ۔"

شاہزیب نے بولنا شروع کیا: "سر آپ کے گھر دعوت سے نکلنے کے بعد میں گھر واپس آرہا تھا۔ جب راستے میں ایک گاڑی نے مجھے روک لیا۔ میں نے سیلف ڈیفنس کی بہت کوشش کی مگر میرے پاس گن بھی نہیں تھی۔ پھر وہ لوگ مجھے اغوا کر کے اس گھر میں لے گئے تھے۔" ایس پی داؤد نے مزید سوال کیا: "کچھ اندازہ ہے کس نے اغوا کیا تھا یا تم نے کوئی بات سنی ہو؟" شاہزیب نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا: "نو سر۔ وہ بالکل خاموش تھے۔ مجھے اس گھر میں چھوڑ گئے تھے اور آنکھوں پہ پٹی بندھی ہونے کی وجہ سے میں کچھ دیکھ بھی نہیں سکا۔ اس دوران تو

انھوں نے کوئی بات بھی نہیں کی۔" شاہزیب نے مزید تفصیل دی۔ ایس پی داؤد نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

تبھی حسن کی انٹری ہوئی۔ ہاتھوں میں ٹرے تھامے جس پہ چائے کے تین کپ بڑی نفاست سے رکھے گئے تھے ساتھ کچھ پکوڑے بھی تھے۔ حسن نے بلیو جینز پر وائٹ شرٹ پہنی تھی جبکہ کندھے پر رومال لٹکا ہوا تھا جو شاید وہ جلد بازی میں کندھے پر ہی چھوڑ گیا تھا۔ ٹرے تقریباً لہراتے ہوئے لایا اور ان دونوں کے مابین ٹیبل پر رکھ دی۔ "تو جناب حاضر ہے شیف حسن کے ہاتھ کے لذیذ پکوڑے اور گرما گرم چائے۔" ایس پی داؤد نے مسکراتے ہوئے ٹرے سے چائے کا کپ اٹھایا اور لبوں سے لگایا۔ حسن کی نظریں ایس پی داؤد کی طرف ہی تھی۔ اگلے ہی لمحے انھیں اچھو لگا اور کھانستے ہوئے کپ واپس ٹرے میں رکھا۔ حسن کو گھورتے ہوئے کہا: "یہ کیا ہے؟" آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی جبکہ لبوں نے معصومیت

سے "چائے" کا لفظ ادا کیا۔ "اسے چائے کہتے ہیں؟" رعب دار آواز میں پوچھا گیا۔ "سر بالکل میں نے تو چائے ہی بنائی تھی۔ آپ کے لبوں سے ٹکرا کر شاید کچھ اور بن گئی ہو۔" حسن نے آرام سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن اگلے ہی لمحے ایس پی داؤد کی گھوری کی بدولت کھڑا ہوا۔ "سوری سر۔ بس ہلکا سا نمک ڈل گیا تھا۔" معصومیت سے جواب دیا۔ شاہزیب اس کی اداکاری پر اپنا قہقہہ نہ روک پایا۔ تو ایس پی داؤد نے شاہزیب کو گھورا۔ وہ فوراً اپنی ہنسی دبا گیا اور معذرت کی: "سوری سر۔" ایس پی داؤد نے اسے کھڑے ہونے کا اشارہ دیا۔ وہ شرافت سے کھڑا ہو گیا۔ "اب بتاؤ کس کا مشورہ تھا یہ؟" حسن نے سارا ملبہ شاہزیب پہ ڈالا: "سر اس نے دیا تھا۔" شاہزیب نے فوراً صفائی دی: "سر آپ جانتے ہیں یہ (dare) مجھے ڈیئر اس طرح کی حرکتیں ایسے ہی کرتا رہتا ہے۔ میرے کچھ بھی کہنے کا اسے کوئی بھی اثر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ اپنی مرضی کرتا ہے اور ابھی بھی اپنی ہی مرضی کی ہے اس

www.novelsclubb.com

نے۔" پھر دونوں کو کچھ دیر تک چپ چاپ ایس پی داؤد کی جھڑک سننی پڑی تھی۔

....

....

پچھلی رات:

آگ لگتے ہی حسن نے چیخ ماری "سر---" اور پھر کسی کا سایہ نظر آیا۔ وہ بھاگتا ہوا ان ہی کی طرف آرہا تھا۔ وہ ایس پی داؤد تھے۔ حسن کی سانس بحال ہوئی۔ دل سے شکر کا کلمہ نکلا۔ "شکر ہے سر آپ ٹھیک ہیں۔" خرم نے کہا۔ سب موبائل پر بیٹھ گئے تھے۔ پیچھے پورا گھر آگ کی وجہ سے ڈھے گیا تھا۔ "ہم اے ایس آئی حسن

آپ کو کیا ہوا ہے ؟"ایس پی داؤد نے حسن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو بس خاموشی سے انھیں ہی دیکھ رہا تھا۔"نہیں کچھ نہیں سر۔بس آئندہ آپ کبھی پیچھے نہیں رہیں گے۔آپ لیڈر ہیں آپ کا کام آگے رہ کر ہمیں گائڈ کرنا ہے۔"حسن نے کسی خوف کے تحت کہا۔"اے ایس آئی حسن! لیڈر کا کام اپنی ٹیم کو کام کر کے دکھانا ہوتا ہے تاکہ باقی سب اس سے دیکھیں، سیکھیں اور کریں۔"ایس پی داؤد نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔"شاہزیب کی طرف آج رک جاؤ۔اس نے شاید کافی دیر سے کچھ نہیں کھایا۔اس کی ذمے داری تم پر ہے۔"ایس پی داؤد نے شاہزیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اتنی دیر بھوکا رہنے کی وجہ سے اب تونڈھال ہو گیا تھا۔

"اوکے سر۔"فرمانبرداری دکھائی گئی۔

www.novelsclubb.com

. . . .

. . . .

دن تیزی سے گزرنے رہے تھے۔ایک طرف ایس پی داؤد کا ملک عباس کے خلاف کیس جو آہستہ آہستہ مزید بختہ ہوتا جارہا تھا۔تو دوسری طرف امتحانات تھے جو ایک ختم ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔ساتھ ہی کچھ طلباء کو اپنے دوستوں سے جدائی کا روگ لگا تھا۔تو کچھ ساری زندگی رابطے میں رہنے کی قسمیں کھارہے تھے۔ یہیں پر ایک تعداد ان طلباء کی بھی تھی جو پیپر کے بعد کسی اختتامی پارٹی کی منصوبہ بندی میں مگن تھے۔بلآخر آخری پیپر آگیا تھا۔خاشیہ پیپر دینے کیلیے کمرا امتحان میں پہنچ چکی تھی۔وہ بریسلٹ اس کی کلائی پر خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔نگران نے پرچے تقسیم کرکے پیپر شروع کروایا۔یہ ان کا آخری پیپر تھا۔مگر شاید زندگی کا آخری امتحان نہیں۔زندگی نے نہ جانے کس موڑ پہ کس سے کتنے امتحانات لینے تھے۔پتہ

نہیں کس کو کتنا آزمایا جانا تھا۔ کس کی زندگی کس انداز میں بدل دی جانی تھی۔ اور زندگی تو کہتے ہی تغیر کو ہیں۔

....
....

پیپر دینے کے بعد خاشیہ کی پوری کلاس گراؤنڈ میں جمع ہو چکی تھی۔ خاشیہ بھی تھوڑی دیر بعد جا کر ان سب سے ایک آخری بار ملی۔ پھر ایک ایک کر کے سب ہی اپنے گھروں کو روانہ ہونے لگے کیونکہ شام کو انھوں نے ایک بڑے ریسٹورینٹ میں اسٹوڈنٹ لائف ختم ہونے کی خوشی میں پارٹی رکھی تھی۔ خاشیہ ابھی گراؤنڈ

میں ہی تھی جب شہیر وہاں آ گیا۔"مس خاشیہ! عنایہ کدھر ہے؟ میں نے اسے کال کی ہے مگر اس کا نمبر بند جا رہا ہے۔" وہ چہرے سے ہی پریشان دکھ رہا تھا۔

"میں نے پیپر کے بعد سے اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ یہیں پر کہیں ہو گی۔" مگر اس کی پریشانی کم نہیں ہوئی تھی۔ گویا دل کسی بات سے ڈر رہا ہو۔ جیسے کچھ برا ہونے والا ہو۔ اور ساتھ ہی وہاں شور مچ گیا۔ شہیر کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ طلباء اور اساتذہ کا ہجوم آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کے آخری کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ ان دونوں نے بھی کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اس طرف بڑھنا شروع کیا۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے، شہیر تیز دھڑکن جبکہ خاشیہ ناسمجھی کے عالم میں وہاں تک پہنچی۔ پھر کلاس روم کے اندر دیکھا اور سانسیں رک گئیں۔ شہیر کے دل کی دھڑکن رک گئی جبکہ خاشیہ ساکت و جامد تھی۔ فرش پر ہر طرف خون تھا۔ ایک کونے کوئی نسوانی وجود پڑا تھا۔ جس کے پیٹ میں چاقو تھا اور خون رس رہا تھا۔ آنکھیں کھلی تھیں اور منہ پر پٹی باندھی گئی تھی۔ وہ عنایہ تھی، خون میں لت پت،

www.novelsclubb.com

کھلی آنکھوں سے مدہ جسم کے ساتھ اس فانی دنیا کو دیکھ رہی تھی۔ شہیر آگے بڑھا اور اپنی گڑیا کہ منہ سے پٹی ہٹائی۔اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اسے آوازیں دینے لگا۔ پولیس اور ایمبولینس کا سائرن سنائی دینے لگا۔ ہر طرف سرگوشیاں گونج رہی تھیں۔ مگر خاشیہ ابھی اسی طرح ساکت کھڑی عنایہ کے مردہ وجود کو دیکھ رہی تھی۔اس کا ذہن کچھ بھی سمجھنے سے انکاری تھا۔

•••

www.novelsclubb.com

آج عدالت میں ملک عباس کے کیس کا فیصلہ ہو جانا تھا۔ملک عباس اور اس کے سب کارندے بشمول کمرۂ عدالت میں موجود تھے۔ تمام ثبوت پیش کر دیے گئے

تھے۔ گواہان گواہی دے چکے تھے۔ وکیل جرح کر چکے تھے۔ پھر ججوں کی کمیٹی نے کچھ دیر گفت و شنید کے بعد فیصلہ سنایا۔ حق جیت گیا اور باطل ہار گیا۔ عدالت نے ملک عباس اور اس کے تمام کارندوں کو قید اور جرمانے کی سزا سنائی تھی۔ پھر انھیں پولیس موبائل میں بٹھا کر جیل لے جایا گیا۔ آج ایس پی داؤد کی جیت کا دن تھا۔ وہ یہ خوشی اپنی زوجہ کے ساتھ منانے کے خواہاں تھے۔ ملک عباس کو بحافظت اس کی منزل تک پہنچا کر اپنی گاڑی میں سوار ہو کے گھر کا رخ کیا۔

. . . .

. . . .

www.novelsclubb.com

ایمبولینس میں عنایہ کے مردہ وجود کو رکھا جاچکا تھا۔اسے مردہ ڈیکلئیر کر دیا گیا تھا۔ جانے کیسے شہریار کو بھی خبر ہو گئی تھی۔وہ بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ شہیر اسی جگہ پر بیٹھا بے آواز آنسو بہا رہا تھا۔ایک پولیس آفیسر نے اسے ایک طرف کرنا چاہا مگر وہ نہیں ہوا تو شہریار بھائی نے اسے ایک جانب کیا۔اس کے ہٹتے ہی پولیس آفیسر نیچے جھکا اور کوئی چیز اٹھائی۔پھر شہیر سے پوچھا: "یہ آپ کی بہن کا ہے؟" شہیر نے آفیسر کے ہاتھ میں اس بریسلٹ کو دیکھا۔وہ تو خاشیہ کا بریسلٹ تھا۔ فوراً خاشیہ کی طرف دیکھا کلائی خالی تھی۔ بریسلٹ خون میں رنگا ہوا تھا۔اس کے دل نے اب تو دھڑکنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ خاشیہ؟ نہیں۔وہ کچھ نہ کہہ سکا جیسے بولنے کی سکت ہی نہ رہی ہو۔خاشیہ اب ناسمجھی سے شاک کی طرف آچکی تھی۔ یہ اس کا بریسلٹ نہیں تھا۔اس کا بریسلٹ کیسے ہو سکتا تھا؟ وہ تو اس نے پہنا تھا۔کلائی کی طرف دیکھا، خالی تھی۔ایک لڑکی بریسلٹ کو پہچانتے ہوئے بولی: "خاشیہ۔یہ تو خاشیہ کا ہے۔" وہ لڑکی کشف تھی۔پولیس آفیسر نے اس سے

www.novelsclubb.com

پوچھا: "کون ہے خاشیہ ؟"کشف نے خاشیہ کی طرف انگلی سے اشارہ کر دیا۔ پولیس آفیسر خاشیہ کی طرف بڑھا۔ "یہ آپکا ہے؟ ویسے ہم مجرموں سے نہیں پوچھتے۔ اکرم، میڈم کو گاڑی میں ڈالو۔" بریسلٹ لفافے میں ڈالتے ہوئے سپاہی کو آواز لگائی۔ سپاہی آگے بڑھا اور اس کو لے جانے لگا۔ وہ فوراً بولی: "نہیں میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ یہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ میرا بریسلٹ تو میرے پاس تھا۔ میں نہیں جانتی یہ یہاں کیسے آیا۔" شہریار اس کا گلا دبانے کی نیت سے آگے بڑھا۔ تو ایک پولیس آفیسر نے روک دیا۔ وہ چیخا: "قاتل! میری بہن کو مار دیا تم نے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" خاشیہ نے سہمتے ہوئے اس کا جملہ سنا۔ لوگوں کی چہ مگوئیاں گونجنے لگی تھی۔ صفائی دینی چاہی: "یہ جھوٹ ہے۔ میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔ کوئی تو میرا یقین کرے۔" امید بھری نظروں سے سب کی طرف دیکھا۔ ڈین سر، حیرت بھرا تاثر۔ کشف اور سوہا، لاتعلق سی کھڑی تھیں۔ شہیر، رونے کی وجہ سے سرخ آنکھوں میں بے یقینی۔ باقی سب کے چہروں

www.novelsclubb.com

پر تعجب یا حقارت ہی دیکھنے کو مل رہی تھی۔ پولیس والوں کی آنکھوں میں شک۔ دو اور بھی شناسا چہرے نظر آئے۔امید کی ڈور مظبوط ہوئی۔ چچا، چچی۔ان کی طرف دیکھا تو انھوں نے آنکھیں پھیر لیں۔ پھر ان کو مخاطب کیا۔ "چچا، چچی! میں نے کچھ نہیں کیا۔ میرا یقین کریں۔" چچی نفرت سے بولیں: "جو اپنے سگے ماں باپ کو کھا جائے۔اس کے بارے میں کیا ہی کہہ سکتے ہیں۔" اور بس یہ جملہ، یہ جملہ خاشیہ ابراہیم کے دل کو توڑ کے اس کی تمام امیدوں کو اپنے ساتھ بہا کر لے گیا۔

•••

شہیر نے خاشیہ کی طرف دیکھا: "تو کیا وہ سب جھوٹ تھا؟ عنایہ سے دوستی کیا تھی؟ نہیں یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ایسا کیسے ممکن ہی؟ نہیں نہیں "۔خاشیہ کو گاڑی میں بٹھا کر لے جانے لگے۔ میڈیا بھی وہاں پہنچ کر اپنا کام شروع کر چکا تھا۔ہر نیوز چینل نے کوریج دینی شروع کر دی۔ جنگل میں آگ پھیل چکی تھی۔وقت تیزی سے گزر رہا تھا جبکہ خاشیہ اور شہیر کیلئے تو وقت تھم گیا تھا۔یا شاید پلٹ ہی گیا تھا۔ کیسے چچی اسے اپنے ماں باپ کا قاتل کہہ سکتی تھیں۔کوئی اس پر یقین کیوں نہیں کر رہا تھا۔وہ اب کیا کرے گی؟اس نے بے بسی سے اپنی چاروں طرف دیکھا۔کوئی ایک تو اس کا یقین کرے۔کیا واقعی ماں باپ کے بعد سب بدل جاتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

قسط3

ڈیڑھ سال بعد

آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ آسمان نے بھی رنگ بدل لیا تھا۔ خیر اسے کیا اس نے تو لوگوں کو بھی رنگ بدلتے دیکھا تھا۔ تب ہی ذہن نے ماضی کے اوراق کھولے اور ایک جملہ گونجا "جو اپنے سگے ماں باپ کو کھا جائے۔ اس کے بارے میں کیا ہی کہہ سکتے ہیں۔" ایک اور جملے کی بازگشت ہوئی۔ "قاتل! میری بہن کو مار دیا تم نے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" یہ دو جملے اور ان سب کی نظریں کافی تھیں خاشیہ کی زندگی تباہ کرنے کے لیے۔ پھر کیا ضرورت تھی اس سب کی، اس سارے تماشے کی؟ کیا ضرورت تھی اسے یوں بھری دنیا میں رسوا کرنے کی؟ وہ مر تو چکی تھی۔ پھر بار بار اس کو کیوں قتل کر رہے تھے؟ کیوں سب اسے اتنی اذیت دینے کے خواہشمند تھے؟ "خاشیہ آ کر سو جاؤ۔"

وہ کھڑکی سے باہر دیکھتی ہوئی اپنی سوچوں میں محو تھی جب سائرہ کی آواز نے خلل ڈالا۔اس نے مڑ کر دیکھا۔سائرہ اپنا بستر ٹھیک کر کے اب لیٹ چکی تھی۔وہ بھی خاموشی سے آکر اپنا بستر درست کر کے لیٹ گئی۔یہ منظر تھا لاہور کے سینٹرل جیل کا جو کہ عورتوں کیلئے مختص تھا۔ڈیڑھ سال سے وہ یہیں پر رہ رہی تھی۔اس کے کیس میں کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی تھی۔وہ اس سب سے عاجز آچکی تھی۔ قید رکھنا ہے یا رہا کرنا ہے ایک ہی بار میں فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے ہیں؟انتظار کی سولی پر کیوں لٹکایا ہوا ہے اتنے عرصے سے؟ایسے بے شمار سوالات تھے جو روز اسکے دل ودماغ کو جھنجھورتے تھے۔مگر اس کے پاس کسی بھی سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔وہ بس اتنا جانتی تھی کہ اسے دنیا یا آخرت میں انصاف ضرور چاہیے تھا۔اسے بدلہ لینا تھا ایک ایک سے۔اب اسے کسی کو بھی معاف نہیں کرنا تھا کیونکہ جب اسے ضرورت تھی تو کوئی اس کے پاس نہ تھا۔ہاں وہ بدل گئی تھی۔وقت اور

www.novelsclubb.com

حالات نے اسے بدل دیا تھا۔ انہی سوچوں میں مگن کب وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے خبر نہ ہوئی۔ خیر اب تو یہ روز کا معمول تھا۔

....

صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی سب اپنے اپنے کاموں کو نکل چکے تھے۔ شہر کی مصروف ترین سڑک پر سگنل جام تھا۔ بہت سی گاڑیاں اشارہ کھلنے کی انتظار میں تھیں۔ ان گاڑیاں میں ایک سفید کرولا بھی تھی۔ جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر سوہا بیٹھی تھی۔ اس نے جامنی رنگ کی ایک اسٹائلش سی فراک پہنی ہوئی تھی اور ساتھ ہم رنگ ٹراؤزر۔ دونوں کلائیوں میں قیمتی بریسلٹس اور دائیں کلائی میں ایک

برانڈڈ گھڑی۔ وہ درانی گیمز اینڈ ویبسائٹ ڈیویلپنگ کمپنی میں ایک اچھے عہدے پر جاب کر رہی تھی۔ ڈیش بورڈ پہ پڑا اس کا موبائل رنگ ہوا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ۔ دوسری طرف "ہیلو۔ جی کہیے مہوش": فون ریسیو کرتے ہوئے کان سے لگایا میم شہیر سر کے اسسٹنٹ کی مجھے کال آئی تھی۔ وہ کہہ رہا" اس کی سیکرٹری تھی۔ تھا کہ سر میٹنگ کی فائل اپنے گھر پر بھول گئے ہیں اور ابھی وہ فاؤنڈیشن میں ہیں اس نہیں۔ آپ آفس": مہوش کی بات سنتے ہی سوہا نے کہا " لیے مجھے جانا ہو گا لینے۔ اور فون رکھ دیا۔ اشارہ کھلتے ہی سوہا نے "میں رہیں۔ میں فائل لے آتی ہوں۔ گاڑی شہیر کے گھر کی طرف موڑ دی۔

اب وہ اسکے گھر کے سامنے تھی۔ گاڑی پارک کر کے اندر داخل ہوئی۔ لاؤنج میں السلام علیکم! آنٹی" : مسز درانی بیٹھی تھیں۔ انھیں دیکھتے ہی خوشدلی سے سلام کیا مسز درانی ٹی وی پر کوئی پروگرام دیکھ رہی تھیں۔ بغیر اس کی " کیسی ہیں آپ؟

وعلیکم السلام۔ تمہارے" : طرف دیکھے تھوڑے سے سخت انداز میں جواب دیا

سوہانے بغیر برامنائے دوبارہ "آنے سے پہلے بالکل ٹھیک تھی۔ کس لیے آئی ہو؟

"آپ مجھے بیٹھنے کیلئے نہیں کہیں گی۔ شہیر کی ایک فائل لینے آئی تھی۔" : کہا

وہ تمہارا باس ہے۔ شہیر سر بولا کرو اور بیٹھنے" : مسز درانی نے سابقہ انداز میں کہا

کی ضرورت نہیں تمہیں آفس کیلئے دیر ہو رہی ہے۔ رضیہ! شہیر صاحب کے روم

آخر میں ملازمہ کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ شہیر کال کر کے "سے فائل لے کر آؤ۔

مگر ملازمہ کو کیسے پتہ کہ کونسی فائل لانی" بتا چکا تھا انہیں فائل کے بارے میں۔

سوہانے گویا بہانہ تراشا۔ وہ ابھی بھی کھڑی تھی۔ "ہے۔ میں خود لے آتی ہوں۔

شہیر کو بالکل بھی نہیں پسند کہ کوئی باہر اسے پتہ ہے کون سی فائل لانی ہے۔"

انھوں نے بہانہ رد کر دیا۔ اتنی دیر میں ملازمہ "والا اس کے کمرے میں جائے۔

فائل لے آئی۔ سوہا کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی انھوں نے اسے باہر کا راستہ

www.novelsclubb.com

سوہا نے سرخ چہرہ لیے باہر کا "فائل مل گئی ہے۔اب جاؤ" : دکھاتے ہوئے کہا رخ کیا۔

••

وارڈن نے زینیا کو آواز "زینیا! بس کرو اتنا تنگ نہیں کرتے ہیں۔اب آجاؤ۔" دیتے ہوئے کہا۔ مگر وہ نہ مانی اور پھولوں کے پاس ہی بیٹھی رہی۔ وہ پانچ سال کی گلابی گالوں اور بھورے بالوں والی ایک خوبصورت بچی تھی۔اس نے سبز رنگ کی پھولوں والی فراک زیب تن کی ہوئی تھی۔اسے پھول بہت پسند تھے۔اسی لیے وہ روزانہ فاؤنڈیشن کے باغ میں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پھولوں کو تکتی رہتی تھی۔اب

www.novelsclubb.com

وارڈن اسے بلانے آئی تھیں مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔کوئی اور بھی اس کے

ساتھ آکر اسی کے انداز میں بیٹھ گیا۔زینیا نے رخ موڑ کر دیکھا تو شہیر نے پوچھا:

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے شہیر کو دیکھا "پھول اتنے کیوں پسند ہیں؟"

نہیں۔میں نے سوچا آپ": شہیر نے مسکراتے ہوئے کہا "آپ گئے نہیں؟"

اس نے دوبارہ پھولوں کی "پھولوں کو دیکھ رہی ہیں۔میں بھی دیکھ لیتا ہوں۔

میرے نام کا مطلب پھول ہے۔اسی لیے مجھے پھول" : طرف دیکھتے ہوئے کہا

ہمیشہ کی طرح اپنی مما کا ذکر "پسند ہیں۔مما کہتی ہیں نام کا انسان پر اثر ہوتا ہے۔

بالکل ٹھیک کہتی ہیں آپ کی مما۔ویسے بہت دیر نہیں ہو"کرنا نہیں بھولی تھی وہ۔

شہیر نے پیار سے اس کے "گئی۔اب اندر چلتے ہیں آپ نے سکول بھی جانا ہے۔

بال پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔تو اس نے بنا تردد کے اپنی چھوٹی انگلی اس کے ہاتھ

میں پکڑا دی۔تو وہ اس کی انگلی تھام کر اندر لے آیا۔

www.novelsclubb.com

شہیر نے عنایہ کی وفات کے بعد اس کے نام سے ایک فاؤنڈیشن بنائی تھی۔ یہ فاؤنڈیشن ان بچوں کے تعلیمی اخراجات اور ضروریات پوری کرتی تھی جن کا یا تو ماں باپ نہیں تھے اور اگر تھے تو وہ یہ ضروریات پوری نہیں کر سکتے تھے۔

عنایہ کی وفات کے ایک ماہ بعد عاصم درانی) عنایہ کے والد (بھی خالق حقیقی سے جا ملے تھے۔ بزنس کا سارا بوجھ شہریار اور شہیر کے کندھوں پر آگیا تھا۔ شہریار، منال کو لیکر آسٹریلیا شفٹ ہو گیا تھا اور وہاں کا بزنس سنبھال رہا تھا۔ ان دونوں کے دو بچے تھے۔ جبکہ شہیر یہاں پر مسز درانی کے ہمراہ رہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

....

...

یہ جیل کا آئی ٹی کا ادارہ تھا جہاں قیدی پولیس اور حکومت کیلئے کام کرتے تھے۔ خاشیہ بھی وہی پر مینجنگ کا کام کرتی تھی۔ آئی ٹی اس کی فیلڈ تھی جس میں وہ ماہر تھی۔ مگر افسوس وہ اپنے باپ کا بزنس جوائن نہیں کر سکی تھی۔ "خاشیہ! یہ فائلز بھی دیکھ لو۔" اس نے اس لڑکی سے فائلز پکڑی اور انھیں دیکھنے لگی۔ تبھی سپریٹینڈنٹ ارمین وہاں داخل ہوئی اور خاشیہ سے تمام پچھلے دنوں کی رپورٹ لینے لگی۔

"اوکے خاشیہ۔ یو آر ڈوئنگ ویری ویل۔ تمہارے کیس کا کچھ بنا ہے؟" ارمین نے رپورٹ لینے کے بعد پوچھا۔ خاشیہ نے تلخی سے مسکراتے ہوئے کہا:

"آپ کا لاء سسٹم بہت پرفیکٹ ہے۔" ارمین اس کا طنز سمجھ گئی تھی۔ اس قانون سے تو اسے بھی ڈھیروں اختلافات تھے۔ تم یہ سب کام کرنے کے بعد سائرہ سے

ارمین نے کہا اور وہاں "بات کر لینا۔اس کے پاس تمہیں بتانے کیلئے کچھ ہے۔
سے چلی گئی۔

•••
•••

ابھی ہی شہیر میٹنگ سے فارغ ہوا تھا۔میٹنگ اچھی رہی تھی۔اس لیے اب وہ
تمہارا شادی" : شہریار کو کال پہ میٹنگ کی تفصیل بتا رہا تھا۔پھر شہریار نے پوچھا
کے حوالے سے کیا ارادہ ہے؟اب تو ممی بھی چاہتی ہیں کہ تم شادی کر لو تو گھر میں
اگر انھیں رونق ہی چاہیے تو آپ" : شہیر نے ٹالتے ہوئے کہا "رونق آئے۔
واپس آجائیں۔آپ کے بچے خود ہی رونق لگا لیں گے۔میری شادی کروانے کی کیا

کر لو گے شادی تو کچھ ہو نہیں جائے" : شہریار نے بھی جوابا کہا "ضرورت ہے؟

وہ سوہا کی شہیر کے حوالے "گا۔ ویسے سوہا کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟

سے پسندید گی جانتا تھا اور اسے خود بھی سوہا شہیر کے ساتھ اچھی لگتی تھی۔ ہاں وہ

اسٹیٹس کانشئیس ابھی بھی تھا مگر سوہا اپنا اسٹیٹس بدل چکی تھی۔ لیکن مسز درانی کو

پھر بھی پسند نہیں آئی تھی۔ شاید انھیں پیدائشی امیر لوگ پسند تھے۔ ویسے تو شہیر

کو ان کا اسٹیٹس کانشئیس ہونا برا لگتا تھا لیکن سوہا کے معاملے میں یہی عادت سب

میرا اس کے بارے میں کوئی ارادہ نہیں ہے اور ممی کو وہ زہر " سے اچھی لگتی تھی۔

تم اپنی پسند بتا دو۔ باقی" : انکار کرتے ہوئے کہا۔ تو شہریار نے پوچھا " لگتی ہے۔

اس نے" : کی دوبارہ آواز گونجی شہیر خاموش ہو گیا تو شہریار "سب کو چھوڑو۔

وہ جانتا " قتل کیا تھا ہماری گڑیا کا۔ اس کا تو خیال بھی مت لانا اپنے دل و دماغ میں۔

مگر مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ ایسا کر سکتی" تھا خاشیہ اس کے بھائی کو نہیں پسند تھی۔

ابھی وہ مزید بھی اس کے حق میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ شہریار نے ٹوکتے "ہے۔۔۔

www.novelsclubb.com

ٹھک سے فون "میں اس بارے میں کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا۔": ہوئے کہا بند کر دیا۔

شہیر کافی دیر سے میٹنگ روم میں ہی بیٹھا بات کر رہا تھا۔ فون بند ہونے پر پیچھے مڑ کے دیکھا تو سوہا کھڑی اسی کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پہ گڑ بڑاتی ہوئی اپنے آفس کی طرف چلی گئی۔ شہیر بھی سر جھٹک کے چلا گیا۔

•••

www.novelsclubb.com

خاشیہ کو تمام کاموں سے اب فرصت ملی تھی کہ وہ سائرہ کی بات سن سکتی۔ اس لیے سائرہ اس جیل میں "سائرہ! آپ نے کچھ کہنا تھا؟" اب وہ اس کے سامنے تھی۔

تقریباً پانچ سالوں سے رہ رہی تھی۔اس نے اپنی اور اپنی بیٹی کی جان بچانے کیلیئے اپنے بے حس شوہر کا قتل کیا تھا جس کا اسے کوئی افسوس نہ تھا بلکہ عدالت میں سب بغیر لگی لپٹی "تمہیں بدلہ لینا ہے ناں؟ !ہاں" کے سامنے اعتراف بھی کیا تھا۔ اوکے میں تمہیں وکیل دوں "اس کا بھی انداز اٹل تھا۔ "بالکل" کے سوال کیا۔ گی۔تم اسے فیس نہیں دو گی۔وہ تمہاری ضمانت کروائے گا- پھر آگے کا کام تم خود وہ جانتی تھی کیا کام ہو گا اور "کرنا جانتی ہو۔بس تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا۔ اسے بدلہ بھی لینا تھا۔اپنی بے گناہی ثابت کرنی تھی اس لیے فوراً مان گئی۔

www.novelsclubb.com

•••

کشف نے کامران سے کہا۔ انھوں "کامران اب چلیں پلیز مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

نے کچھ ہی وقت پہلے شادی کی تھی۔ اب اپنا ہنی مون منانے یورپ آئے تھے۔

اس وقت دونوں ایک پہاڑ کے قریب تھے۔ مگر رات ہونے کی وجہ سے کشف کو

"کامران نے اس کا ہاتھ تھاما اور چلنے لگا۔ "ٹھیک ہے چلو۔ "ڈر لگ رہا تھا۔

اس نے کشف "ویسے مجھے بالکل بھی نہیں پتا تھا کہ تم اتنا ڈرتی ہو اندھیرے سے۔

میں کیا کروں؟ "کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو کشف نے اس کو گھوری سے نوازا

کشف نے بتایا۔ تو کامران نے "اندھیرے سے مجھے بچپن سے ہی بہت ڈر لگتا ہے

یونی میں تو تم مجھے بہت بہادر لگتی تھی۔ کیسے مجھے چپ کروا دیا کرتی تھی" :مزید کہا

کامران نے چڑانے میں کوئی کسر نہ "اور اب صرف اندھیرے سے ڈر رہی ہو۔

کشف نے اب غصے سے کہا تو وہ "آپ باز آئیں گے یا نہیں۔ """چھوڑی تھی۔

پھر دونوں ہوٹل واپس آ گئے۔ کشف نے الماری سے ایک باکس نکالا چپ ہوا۔ اور بیڈ پہ بیٹھ کے وہ کھولنے لگی۔ کامران کپڑے بدل کے آیا تھا۔ اب بیڈ پہ ہی بیٹھ گیا تو کشف کے ہاتھ میں وہ باکس دیکھا اس میں کچھ تصویریں اور چند ایک دوسری چیزیں تھیں۔ یہ باکس کامران نے کئی بار اس کے پاس دیکھا تھا مگر اس میں کیا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔ کامران نے کہا تو کشف "اچھا مجھے بھی دیکھاؤ کیا ہے اس میں؟" اس کے نزدیک ہو گئی اور اسے دیکھاتے ہوئے بتانے لگی: " میں اور خاشیہ بچپن کی فرینڈز تھیں۔ وہ ایک بہت اچھی لڑکی تھی۔ انکل آنٹی کی ڈیتھ کے بعد وہ بہت بری طرح سے ٹوٹ گئی تھی۔ اس کی چچی بھی اکثر اسے کہتی تھیں کہ یہ سب اسی کی وجہ سے ہوا ہے اور وہ چپ کر کے سن لیتی تھی۔" سانس خارج کرتے ہوئے مجھے نہیں پتہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ مگر میں اب بھی اس سے نفرت نہیں کر سکی۔ وہ بری تو نہیں تھی۔" دوبارہ کہا۔ آخر میں لہجہ بھرا گیا تھا۔ کامران نے وہ

تصویریں دیکھیں۔سب خاشیہ اور کشف کی بچپن سے لیکراس دن تک کی تصویریں تھیں۔دل میں گلٹ آیا تھا۔

••

:ماضی

چھوٹی سی خاشیہ نے اپنی ماں کو ایک پرندہ "مما! یہ دیکھیں یہ کتنا پیارا ہے۔"

جی مما کی جان! یہ بہت پیارا ہے۔کیونکہ اسے اللہ تعالی نے" دیکھاتے ہوئے کہا۔

حاشیہ اپنے ماں "بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر چیز ہی خوبصورت ہوتی ہے۔

باپ کے ساتھ چڑیا گھر آئی تھی جہاں وہ مختلف جانور اور پرندے دیکھ کر خوس ہو

www.novelsclubb.com

ابراہیم صاحب نے اس کی توجہ تتلیوں پر "خاشیہ وہ دیکھو۔تتلیاں۔ "رہی تھی۔
خاشیہ نے تتلیاں "(Butterflies) واؤ۔بٹر فلائیز"مرکوز کروائی۔
دیکھتے ہوئے جوش سے تالیاں بجائی تو اس کے باپ اور ماں دونوں کے چہروں پہ
گویا اجازت مانگی گئی۔اس نے "اچھا بیٹا اب واپس چلیں؟ "مسکراہٹ دوڑ گئی۔
ابھی نہیں۔ابھی مجھے اور بھی برڈز" بھی شان بے نیازی سے انکار کرتے ہوئے کہا
ہاتھی(بھی دیکھنا ہے۔پھر ہم کھانا اور آئسکریم(دیکھنے ہیں۔اس کے بعد ایلیفینٹ
آگے کا پورا پلان تیار تھا۔انھوں نے کبھی اُس کی بات سے "کھا کر گھر جائیں گے۔
انکار نہیں کیا تھا اب کیسے کرتے۔اس لیے اس کی بات مان لی۔مگر یہ آخری بار مانی
گئی بات تھی کیونکہ اس رات دیر سے واپسی پر کچھ ڈاکوؤں نے انھیں لوٹنے کی
کوشش کی۔جب ان کی نظر خاشیہ پہ پڑی-ابراہیم صاحب نے اپنی بیٹی پر ان
لوگوں گندی نظریں دیکھی تو ان پہ جھپٹ پڑے۔اسی دوران ابراہیم صاحب اور
اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔اور وہ آج تک یہی)فاطمہ بیگم(خاشیہ کی والدہ

www.novelsclubb.com

طعنہ سنتی آئی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کے ماں باپ اس دنیا میں نہیں رہے۔
ابراہیم صاحب نے پولیس کو کال کر دی تھی جو کچھ دیر بعد وہاں پہنچی اور انھیں ہسپتال لے کر گئی۔تب خاشیہ نے اللہ سے کتنی دعائیں مانگی تھیں کہ اس کے ماں باپ کو کچھ نہ ہو۔شاید اس کی قسمت میں یہی لکھا تھا

....

....

www.novelsclubb.com

سورج طلوع ہو چکا تھا اور خاشیہ ابھی تک آسمان کو ہی تک رہی تھی۔ڈیڑھ سالوں سے یہ اس کا معمول بن چکا تھا۔رات کو دیر تک چاند دیکھتے رہنا اور فجر کے بعد سورج۔اس نے اپنی نیند بہت کم کر لی تھی۔وہ اب بھی کھڑکی سے آسمان کی طرف

آسمان کو دیکھنے سے کیا ملتا" ہی دیکھ رہی تھی جب سائرہ اس کے پاس آ کے بیٹھی۔

آج وکیل تم "یک لفظی جواب آیا۔ "امید "سادہ سے انداز میں پوچھا۔ "ہے؟

امید "سائرہ نے کہا۔ "سے ملنے آئے گا۔ پھر امید کو چھوڑ کر یقین کو تلاش کرنا۔

شاید "کو چھوڑ کے یقین کو کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے؟ امید ہی تو یقین بنتی ہے۔

تمہیں لگتا ہے اس قید میں رہ کر تم امید کو یقین میں بدل سکتی ہو۔" دلیل دی تھی۔

میں جانتی "زور دیتے ہوئے کہا۔ "اس کیلئے تو تمہیں یہاں سے نکلنا ہی ہو گا۔

ہوں کہ مجھے یہاں سے نکلنا ہے اور آپ بے فکر رہیں آپ کا کام میں ہر حال میں

سائرہ کا بھی جیسے مقصد پورا ہو گیا تھا۔ اس لیے اٹھ کر چلی گئی۔ "کروں گی۔

www.novelsclubb.com

....

...

سپاہی نے سپریٹنڈنٹ "میم ! آپ سے اے ایس پی حسن احمد ملنے آئے ہیں۔"
ارمین کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ تو ارمین نے اندر آنے کی اجازت
دی۔ حسن اندر داخل ہوا۔ وہ پولیس وردی میں ملبوس تھا۔ ڈیڑھ سالوں میں وہ
اے ایس آئی سے اے ایس پی کے عہدے پر ترقی گیا تھا۔ باوقار چال چلتا ہوا ارمین
وہ اس کا سینئیر تھا لیکن ہمیشہ اتنی ہی "! السلام علیکم۔ میم" کے سامنے کھڑا ہوا۔
ارمین نے کرسی کی طرف اشارہ "وعلیکم السلام بیٹھیں۔" عزت سے پیش آتا تھا۔
ایک کیس "حسن نے پوچھا۔ "آپ نے بلایا تھا مجھے۔ خیریت ؟" کیا تو وہ بیٹھ گیا۔
ہے۔ ڈیڑھ سالوں سے لٹکا ہوا ہے۔ لڑکی بے گناہ ہے۔ اسے انصاف کی ضرورت
"ہے۔ میں چاہتی ہوں تم اس کے کیس کی تفتیش کرو۔ یہ کیس کی فائل ہے۔
ارمین نے حسن کو فائل پکڑاتے ہوئے کہا۔ حسن نے فائل تھام کر کھولی اور نام

چند ایک کاغذ پلٹائے پھر فائل بند کرتے ہوئے "خاشیہ ابراہیم۔ قتل کیس": پڑھا

میں یہ دیکھ لوں گا لیکن یہ کیس جس تفتیشی افسر کے پاس ہے": سنجیدہ لہجے میں کہا

مجھے بھی یہی لگتا": ارمین نے حامی بھری "شاید گڑبڑ اسی کی طرف سے ہے۔

پھر کچھ دیر مزید باتیں کرنے کے بعد "ہے۔اسی لیے تم سے کہہ رہی ہوں۔

حسن اٹھ کر چلا گیا۔

ایل اے ایس جے (کے عہدے پر) ارمین لیڈی اسسٹنٹ سپریٹنڈنٹ جیل فائز تھی۔ٹریننگ کے بعد یہ اس کا پہلا سال تھا۔اس نے پچھلے ایک سال میں کئی بے گناہ قیدی عورتیں جن کے پاس کوئی ذرائع نہیں تھے کو حسن کی مدد سے انصاف دلایا تھا۔ حسن بھی ہر موقع پر اس کی مدد کو تیار رہتا تھا۔اب اسکا اگلا ہدف خاشیہ کو انصاف دلانا تھا۔ کیا قسمت پائی تھی خاشیہ نے جہاں اس کے اپنوں نے اس

پر یقین نہ کیا۔اس سے ہر قسم کا تعلق ترک کر دیا۔وہاں اللہ نے اس کیلئے کئی در اور کھول دیئے تھے۔

یہ بات طے ہے اور) آگے یہ بھی سن لو کہ (جس شخص نے کسی کو بدلے میں اتنی" ہی تکلیف پہنچائی جتنی اس کو پہنچائی گئی تھی،اس کے بعد پھر اس سے زیادتی کی گئی، یقین رکھو کہ اللہ بہت معاف کرنے والا،بہت تو اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا۔ (سورہ الحج آیت نمبر (60)"بخشنے والا ہے۔

www.novelsclubb.com

....

...

زینیا آج دیر سے اٹھی تھی کیونکہ آج اس نے سکول نہیں جانا تھا بلکہ اپنی مما سے ملنے جانا تھا۔ وہ بہت خوش تھی۔ اچانک کچھ یاد آنے پہ ماتھے پہ ہاتھ مارا اور باہر کی اس طرف دوڑ لگائی۔ پیچھے سے وارڈن کی آواز آئی "زینیا! کدھر جا رہی ہو؟": وہ بھاگتی ہوئی باغ میں پہنچی تھی مگر یک دم پیروں کو بریک لگی تھی۔ شہیر اس کے انداز میں "اپنے پھول کو پانی دینے۔": نے بغیر مڑے بھاگتے ہوئے جواب دیا گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کے پھول کو پانی دے رہا تھا۔ رفتار آہستہ کی اور اس کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی۔ شہیر نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ حیران چہرہ لیے کھڑی تھی۔ شہیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا "کیا ہوا؟": اس نے بھی چہرے سے ذرا حیرانی کم کی پھر بولی "آپ تو اس وقت آفس جاتے ہیں ناں۔ اور آپ میرے پھول کو پانی کیوں دے رہے ہیں؟": اس نے معصومیت سے پوچھا۔ وہ واقعی حیران تھی۔ اس نے شہیر کو بہت کم مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور کچھ دنوں پہلے ہی تو اس نے سنا تھا کہ شہیر کو پھول کچھ خاص پسند نہیں ہیں۔ آپ نے اپنے پھول کو

www.novelsclubb.com

شہیر نے اپنے پھول "پانی نہیں دیا تھا۔ میں تو بس پانی دے رہا تھا۔ بیٹھو یہاں پر۔

اس پھول کا" پر زور دیتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اپنے مخصوص انداز میں ادھر بیٹھ گئی۔

زینیا نے پھول کو تکتے ہوئے "للی۔" شہیر نے دلچسپی سے پوچھا۔ "نام کیا ہے؟

یہ سنتے "مطلب آپ نے اپنے پھول کا کوئی نام نہیں رکھا۔" ہی جواب دیا۔

نہیں میں نے تو کوئی نام نہیں رکھا۔ مجھے رکھنا" ہوئے زینیا کو کچھ مایوسی ہوئی۔

شہیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا "چاہیے ناں۔

اب وہ سوچ میں پڑ گئی کہ کیا نام رکھے۔ "ہاں بالکل۔ پھر سوچو کوئی اچھا سا نام۔":

اچانک ایک خیال آنے پہ "ہاں! آپ رکھیں گے نام۔ اپنا فیورٹ نیم بتائیں۔"

وہ بھی جوش میں کچھ کہنے لگا تھا کہ یک دم "خاشی۔۔۔" پر جوش انداز میں بولی۔

کے تاثرات سنجیدگی میں بدل گئے۔ زینیا نے نا سمجھی زبان کو بریک لگی اور چہرے

خوشی رکھ دیتے": سے اس کی طرف دیکھا تو خود پر قابو پاتے ہوئے اس نے کہا

"او کے۔" بات سنبھالی گئی۔ "ہیں۔ میرے ذہن میں کوئی اچھا نام نہیں آ رہا۔
اس نے فوراً حامی بھری۔

....

کشف اور کامران ایک پارک میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ وہ اس سے فاصلے پر کھڑی تھی جب کامران نے گلا کھنکھارتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔
کل تم بتا رہی تھی ناں کہ" وہ اس کی طرف گھومی اور استفہامیہ انداز میں دیکھا۔
کامران نے اس سے پوچھا۔ "خاشیہ اپنے چچا اور چچی کے ساتھ رہتی تھی۔
تو اب وہ کدھر رہ رہی": اس کے جواب دینے پر اس نے پھر سوال کیا "ہاں۔"

پتہ نہیں۔آخری ملاقات تو اسی دن یونی میں ہوئی"لہجہ سرسری سا تھا۔ "ہے؟
ہمم۔مگر وہ تمہاری دوست "کندھے اچکاتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کیا گیا۔ "تھی۔
قائم رکھتے کامران نے سرسری لہجہ "ہے۔تمہیں اس کی خبر ہونی چاہیے۔
اس کا گھر اور بزنس۔وہ سب "ہوئے کہا۔تو وہ خاموش ہو گئی۔اس نے سوال کیا۔
کشف اب دوسری "اس کے چچا اور چچی۔": کشف نے بتایا "کون سنبھالتا ہے؟
طرف رخ کیے ارد گرد کے ماحول سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔اس لیے وہ نہیں
دیکھ پائی کہ کامران کا چہرہ نہ جانے کس باعث بہت حد تک سرخ ہو چکا تھا۔وہ اپنی
کامران وہ دیکھیں۔وہ دونوں بچے کیسے آپس میں شرارتیں کر": رو میں بولی ہی
وہ بول تو گئی لیکن "رہے ہیں۔میں اور خاشیہ بھی بچپن میں ایسے ہی کرتی تھیں۔
پھر وہ دن یاد آنے پر مزید کچھ بھی نہ بولی۔دوسری طرف کامران کا چہرہ مزید سرخ
ہوا تھا۔بمشکل تاثرات نارمل کیے اور ایک زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پہ سجاتا گویا

بس اسی پارک میں ہی واک کرنی ہے۔ چلو آگے سے میں تمہیں شاپنگ ": ہوا خود ہی کہہ کر اس کا ہاتھ تھام کر لے گیا۔ "کرواتا ہوں۔

....

...

قسط#4

www.novelsclubb.com

یہ لاہور سینٹرل جیل کا ملاقاتی کمرا تھا جہاں دونوں اطراف میں لکڑی کے بنچوں کی ایک لمبی قطار تھی۔ جن کے درمیان ایک جالی دار دیوار حائل تھی۔ وہی پر قیدیوں

والی قطار میں سائرہ چہرے پر نرم تاثرات لیے بیٹھی۔اس کے بالکل سامنے ملاقاتیوں والی قطار میں زینیا براجمان تھی۔سائرہ کی بیٹی زینیا۔سائرہ کافی دیر تک اپنی بیٹی کی پھولوں کی داستان سنتی رہی تھی۔دفعتاً زینیا کچھ یاد آنے پہ کہنے لگی: "مما ! میں نے اپنے پھول کا نام خوشی رکھا ہے۔" چہکتے ہوئے کہا تو سائرہ بھی مسکرائی۔ "یہ تو بہت پیارا نام ہے۔بالکل آپ کے جیسا۔کس نے رکھا؟" سائرہ نے دلچسپی سے پوچھا: "انکل نے۔" فوراً جواب آیا۔ "کون انکل؟" سائرہ نے مزید پوچھا۔ "وہاں پر ہوتے ہیں۔وہ روز صبح آتے ہیں۔آج انھوں نے میرے پھول کو پانی دیا اور پھر نام بھی رکھا۔" وہاں سے مراد فاؤنڈیشن تھا۔زینیا کو بولنا نہیں آتا تھا اس لیے وہ ہمیشہ فاؤنڈیشن کے لیے وہاں جیسے الفاظ ہی استعمال کرتی تھی۔ "اوہ تو انکا کوئی نام نہیں ہے؟" سائرہ بات برائے بات کر رہی تھی۔مگر زینیا کے لیے تو یہی کل سرمایہ تھا۔اور سائرہ کے لیے اس کا کل سرمایہ اس کی بیٹی۔ "ہاں ناں ! شہیر نام

ہے ان کا۔ "معلومات میں اضافہ کیا۔ ابھی وہ دونوں مزید بھی باتیں کرنا چاہتی تھیں مگر ملاقات کا وقت ختم ہو چکا تھا۔

....

دوسری جانب خاشیہ سے ان ڈیڑھ سالوں میں آج پہلی بار کوئی ملنے آیا تھا۔ مگر کون وکیل۔ جو شاید اس کی قسمت بدلنے والا تھا۔ وہ کشمکش میں تھی۔ اس نے اپنا اطمینان کھو دیا تھا۔ دھڑکتے دل اور ایک امید کے ساتھ ملاقاتی کمرے میں گئی۔ یہ کمرا دوسرے ملاقاتی کمرے سے مختلف تھا۔ یہ چار دیواری چھوٹا سا کمرا تھا۔ جس میں ایک دروازہ اور اس کی مخالف سمت والی دیوار میں ایک کھڑکی تھی۔ وسط میں ایک میز اور اس کی دونوں جانب ایک ایک کرسی تھی۔ وہ چالیس سے زائد کی عمر

www.novelsclubb.com

کا مرد تھا۔اسے دیکھتے ہی کھڑا ہوا اور سلام کے بعد کہا: "میں آپ کا نیا وکیل سہیل مراد، سائرہ کا کزن۔ بیٹھیں۔"تعارف کے بعد خود بھی بیٹھتے ہوئے اسے بھی کہا۔اس نے کرسی پیچھے کی اور بیٹھ گئی۔کچھ دیر تک وہ کیس کے اب تک کی پروگریس کے بارے میں بات کرتے رہے۔پھر سہیل نے سوالات شروع کیے۔

"جب آپ پیپر دینے گئی تھی اس وقت بریسلٹ آپ کے پاس تھا ہے ناں۔؟" پہلا سوال ہی بریسلٹ کے متعلق تھا۔"جی۔"اس نے یک لفظی جواب دیا۔"لیکن بعد میں جب آپ نے عنایہ کو دیکھا اس وقت آپ کے پاس پر یسلٹ نہیں تھا؟" پھر پوچھا۔"جی۔"وہی جواب آیا۔"کسی نے آپ کے بریسلٹ کی کاپی بھی تو بنوائی ہو سکتی ہے۔کیا پتہ وہ کوئی اور بریسلٹ ہو۔"اس انداز میں کہا جیسے رائے دے رہا ہو۔"نہیں۔وہ میرا ہی تھا اور وہ بہت خاص بریسلٹ تھا۔میرے فادر نے اپنے ایک دوست جیولر سے میری مدر کے لئے بنوایا تھا۔اسے ہر کوئی نہیں بنا سکتا ہے۔اور اس جیولر کی اب ڈیتھ ہو چکی ہے۔"اب خاشیہ نے تفصیل سے جواب دیا۔"ہمم۔

www.novelsclubb.com

"وکیل نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر دوبارہ گویا ہوا: "کیا پتہ کسی نے آپ کا بریسلٹ آپ کی کلائی سے اتار کے ادھر رکھ دیا ہو۔" انداز اب بھی رائے دینے والا تھا یا شاید وہ خود سے ہی باتیں کر رہا تھا۔ بہرحال خاشیہ کو وہ عجیب ہی لگا تھا۔ مگر اس کے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ "مجھے ایسا کچھ بھی یاد نہیں۔" خاشیہ نے کہا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ تب وہاں پر عنایہ کا بڑا بھائی اور آپ کے چچا، چچی بھی موجود تھے۔ وہ وہاں کیا کر رہے تھے۔؟ انھیں کس نے بلایا تھا؟" ایک اور نقطہ اٹھایا گیا تھا۔ وہ تنگ آکر بولی: "مجھے نہیں پتہ۔" پھر ایکدم خیال آیا۔ ہاں وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے۔ انھیں وہاں کس نے بلایا تھا؟ انھیں کیسے پتہ چلا عنایہ کی ڈیتھ کا؟ عنایہ کو پک کرنے تو شہیر آتا تھا پھر شہریار بھائی کیوں آئے تھے؟ اور چچا، چچی پہلے تو کبھی میری یونیورسٹی نہیں آئے تھے۔ پھر اس دن عین موقع پر کیسے؟ اب ان تمام سوالات کے جواب تو بس وقت ہی دے سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

....

پولیس اسٹیشن کا ماحول چڑیا گھر سا بنا ہوا تھا۔ کوئی چہل قدمی کرنے میں مصروف تھا تو کوئی گپیں ہانکنے میں۔ اے ایس پی حسن کے داخل ہوتے ہی ہر طرف سکوت طاری ہو گیا جیسے اب کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ وہ سنجیدہ چہرہ لیے چلتا ہوا اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں جہاں سے گزر جاتا پیچھے والے شکر کا کلمہ ادا کرتے۔ وہ آفس میں بیٹھ گیا پھر گھنٹی بجائی۔ خرم فوراً داخل ہوا اور سلیوٹ مارتے ہوئے بولا :"یس سر۔" حسن نے فائل میز پر رکھی پھر بولا: "انسپکٹر خرم! سب کو میٹنگ روم میں بلائیں ایک کیس ہے۔ اور جو باہر کا حال کیا ہے اسے بھی درست کریں۔" حسن باہر کا گند دیکھ چکا تھا تبھی بولا۔ تو خرم نے بھی جتانے والے انداز میں کہا:

"سر آپ بھی تو یہی سب کرتے تھے۔ ویسے آپ لگتے بالکل سر داؤد کی طرح ہیں۔" آخر میں خوشامدی کی گئی۔ حسن نے خاموشی سے خرم کی طرف دیکھا پھر نظریں جھکا کر فائل کھول کر پڑھنی شروع کر دی۔ خرم آفس سے باہر آگیا اور سب تک حسن کا پیغام پہنچا دیا۔

اب سب میٹنگ روم میں موجود تھے اور حسن انھیں کیس کی تفصیلات بتا رہا تھا۔ "آپ سب کو اندازہ تو ہو ہی گیا ہو گا کہ اس کیس کے پیچھے کوئی بڑا ہاتھ ہے۔ اور خاص طور پہ وہ تفتیشی افسر فرقان۔ خرم! مجھے اس کے ایک ایک پل کی رپورٹ چاہیے۔ وہ کب کہاں جاتا ہے، کس سے ملتا ہے، کیا کرتا ہے؟ سب کچھ جاننا ہے مجھے اور پتہ کرو کہ دونوں طرف کا وکیل کون ہے؟ اور ان دونوں میں سے کون کیس کو لٹکا رہا ہے؟" حسن نے ساتھ ہی خرم کو ہدایات بھی دے دی تھیں۔ "اوکے

سر۔" خرم نے کہا تو حسن نے مزید پوچھا: "ملک کے کیس کا کیا بنا ہے؟ تم آج کورٹ گئے تھے؟" انداز سخت ہو گیا تھا۔ "یس سر میں گیا تھا۔ مگر اگلی تاریخ دو ہفتے بعد کی ہے۔ اس وقت تک ہمیں ثبوت اکٹھے کرنے ہیں۔" خرم نے حسن کو بتایا۔

"اوکے۔ وہ میرا کام ہے آپ سے جو میں نے کہا ہے وہ کریں گے۔" پھر میٹنگ ختم کرتے ہی وہ نکل گیا۔ اسے بہت سارے ثبوت اکٹھے کرنے تھے۔

....

www.novelsclubb.com

درانی ہاؤس میں رات کے کھانے کا اہتمام ہو چکا تھا۔ مسز درانی سربراہی کرسی پر بیٹھی تھیں۔ ان کے دائیں جانب والی کرسی پہ شہیر براجمان تھا۔ وہ خاموشی سے کھانا کھانے میں مگن تھا تو مسز درانی نے پوچھا: "آج سوہا گھر کیوں آئی تھی؟"

سید حامد ے پر آئی۔ آج سوہا پھر سے شہیر کی طرف آئی تھی۔ اس کا درانی ہاؤس میں آنا جانا بڑھ گیا تھا۔ جبکہ مسز درانی پہلے ہی اس سے خار کھاتی تھیں۔ "وہ کب آئی تھی؟" شہیر نے تعجب سے پوچھا۔ "کیا مطلب کب آئی تھی؟ تم نے ہی تو اسے بھیجا تھا اور اس نے مجھے کچھ بتایا بھی نہیں بس اتنا کہا کہ تم نے بھیجا ہے اور تمہارے روم میں چلی گئی۔" مسز درانی نے الجھن سے کہا۔ "میں نے اسے نہیں بھیجا تھا۔ اس کے پاس کچھ تھا؟ آپ نے اسے روکا کیوں نہیں؟" شہیر نے پوچھتے ساتھ ہی اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔

وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو کمرا ویسے ہی سلیقے سے سجا ہوا تھا۔ وہ سنگھار میز کی طرف بڑھا۔ ایک ایک چیز دیکھی کہ کہیں کوئی کمی زیادتی نہ ہو گئی ہو۔ پھر بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی طرف آیا۔ دراز کھول کے دیکھا تو سامنے ایک لفافہ پڑا تھا۔ اس نے لفافہ کھولا تو ایک قیمتی گھڑی کا ڈبہ تھا۔ ڈبہ کھولنے کی زحمت نہیں کی اور اپنے آفس بیگ

میں درشتی سے پھینک دیا۔ پھر دو انگلیوں سے ماتھے کو مسلا۔ مسز درانی بھی اس کے پیچھے کمرے میں آگئی تھیں۔ اسے پریشان دیکھا تو فوراً پوچھا: "کیا ہوا ہے بیٹا، کیا کیا ہے اس نے؟" اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا: "کچھ نہیں ہوا ممی۔ بس آپ بھائی کو سمجھا دیں کہ میں سوہا سے شادی نہیں کروں گا۔ اور سوہا کو میں خود سمجھا دوں گا۔" لہجہ اٹل تھا۔ مسز درانی نے پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولی: "ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گی۔ تم فکر مت کرو۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ آکر کھانا کھالو۔" پھر وہ دونوں واپس کھانا کھانے چلے گئے۔

••

اگلے دن اتوار تھا۔اس لیے شہیر نے سوچا کہ وہ یہ دن فاؤنڈیشن میں بچوں کے ساتھ گزارے گا۔وہ ناشتہ کرتے ہی فاؤنڈیشن پہنچ چکا تھا۔مگر اسے زینیا کہیں نظر نہیں آئی۔پہلے تو وہ باقی بچوں کے ساتھ کھیلتا رہا۔پھر بھی زینیا نظر نہیں آئی تو وارڈن سے پوچھا:"زینیا کدھر ہے؟وہ اپنے پھول کے پاس بھی نہیں تھی۔" وارڈن نے بتایا:"وہ اپنے کمرے میں ہے۔اس کی مما نے اس کو گفٹ دیا تھا۔تب سے وہی دیکھ رہی ہے۔"پھر شہیر وارڈن سے اجازت لے کر اس کے کمرے میں آ گیا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے زینیا میں کیا کشش محسوس ہوتی ہے۔بس وہ اسے عنایہ جیسی لگتی تھی۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوش ہو جانے والی۔پھولوں سے محبت کرنے والی۔معصوم سی عنایہ۔۔۔نہیں معصوم سی زینیا۔

www.novelsclubb.com

زینیا یہ کیا ہے؟"شہیر نے اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک فریم دیکھا تو پوچھا۔"یہ گفٹ ہے۔میری مما نے دیا ہے۔"اس نے اشتیاق سے بتایا تو شہیر مسکراتا ہوا اس

کے پاس کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس کمرے میں تین بیڈ تھے۔ ایسے ہی ہر ایک کمرے میں تین بیڈ، تین الماریاں اور تین ہی اسٹڈی ٹیبل تھے۔ "مجھے دکھاؤ گی؟" شہیر نے جیسے اجازت لی ہو۔ زینیا نے فریم اسے پکڑا دیا۔ یہ لکڑی کا بنا ایک سادہ سا فوٹو فریم تھا۔ "میں جب بھی مما سے ملنے جاتی ہوں تو وہ مجھے گفٹس دیتی ہیں۔ اس بار انھوں نے مجھے فریم دیا ہے۔ یہ انھوں نے خود بنایا ہے۔" معصومیت سے بتایا۔ "یہ تو بہت پیارا ہے بالکل زینیا کی طرح۔" شہیر نے تبصرہ کیا۔ تو وہ مسکرائی پھر اپنی الجھن بتائی: "میں اس میں کس کی پک لگاؤں؟" شہیر نے فریم اسے پکڑاتے ہوئے کہا: "اپنی لگاؤ۔" اس نے بھی فوراً ہامی بھری "اوکے"

www.novelsclubb.com

••

دوسری طرف جیل میں بھی اتوار کے باعث چھٹی تھی۔اس لیے سب قیدی عورتیں اپنے اپنے بیرک میں تھیں۔ہر بیرک میں چار سے پانچ عورتیں رہتی تھیں۔اور درمیان میں ایک میز جس کے گرد چار پانچ کرسیاں لگی ہوتی تھیں۔ سب عورتیں وہی بیٹھی تھیں اور سائرہ انھیں اپنی بیٹی کی باتیں بتارہی تھی۔"اس نے ایک پھول لگایا ہے اور اسکا نام خوشی رکھا ہے۔یہ اسے اس کے شہیر انکل نے تجویز کیا تھا۔"سائرہ نے بتایا تو خاشیہ نے شہیر نام سن کر اس کی طرف دیکھا لیکن پھر سر جھٹک دیا۔پھر ایک عورت اپنے بیٹے کے بارے میں بتانے لگی کہ وہ ان سے ملنے آیا تھا اور ان کیلیئے کچھ چیزیں لایا تھا۔اور خاشیہ اس سے تو وکیل ملنے آیا تھا۔وہ کیا بتاتی؟

سر!"..

خان انڈسٹری سے کال آئی تھی۔ وہ دو دن بعد آپ سے میٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔" شہیر کے اسسٹنٹ نے اس کے آفس میں داخل ہو کر خان انڈسٹری کا پیغام پہنچایا تو اس نے سر ہلایا۔"یاسر!" وہ جانے لگا تو شہیر نے اسے آواز دی۔"جی سر۔"اس نے مڑتے ہوئے پوچھا۔"مس سوہا اپنے آفس میں ہیں؟"شہیر نے پوچھا تو یاسر نے جی سر کہا اور پھر اجازت ملنے پر اس کے آفس سے نکل گیا۔ پیچھے شہیر نے بھی اپنے بیگ سے وہ ڈبہ نکالا اور اس کے آفس کی طرف چلا گیا۔

"""میں کہہ رہی ہوں ناں تم سے۔ جیسا تم نے کہا تھا میں نے بالکل ویسا ہی کیا ہے۔" سوہا اپنے آفس میں فون پر کسی سے گفتگو کرنے میں مصروف تھی۔ جب شہیر دھڑ سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔ اس نے شہیر کو دیکھتے ہی فوراً فون بند کیا۔

چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی۔ شہیر نے غصے سے آگے بڑھتے ہوئے ڈبہ تقریباً پھینکنے کے انداز میں اس کی میز پر پٹخا۔ "کیا کرنے گئی تھی تم میرے کمرے میں بلکہ تم میرے گھر میں ہی کیا کرنے گئی تھی؟" شہیر نے انتہائی اشتعال میں پوچھا۔ "وہ ۔۔۔۔ میں ۔۔" اس کے غصے کو دیکھتے ہوئے وہ کچھ نہ بول سکی۔ لیکن پھر بھی کچھ سانس بحال ہوا تھا۔ "یہ گھڑی کس لیے تم نے میرے کمرے میں رکھی؟" شہیر نے پھر پوچھا تو اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا: "میں اپنے گھر والوں کیلئے کچھ چیزیں خرید رہی تھی۔ تو مجھے یہ گھڑی نظر آئی۔ یہ جینٹس واچ تھی اور میرے فادر پہنتے نہیں ہیں۔ اس لیے میں نے آپ کے لیے لے لی۔" جبکہ اس کی وضاحت پر شہیر کو مزید غصہ آیا "تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے میرے لیے کچھ بھی لینے کی۔" غصے میں کہتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

•••

خرم کیا پتہ چلا ہے؟"حسن نے خرم کو اپنے آفس میں بلایا تھا۔"سر! دونوں" وکیل ہی کیس کو لٹکا رہے ہیں۔ مگر خاشیہ ابراہیم نے اپنا وکیل بدل لیا ہے۔پہلے والے وکیل نے تو بس برائے نام ہی کام کیا تھا اور اب والا وکیل سہیل مراد ہے۔ جو خاشیہ کی ساتھی قیدی سائرہ کا کزن ہے۔میرے خیال میں اسی نے وکیل کروایا ہے۔"خرم نے تفصیلا بتایا۔"ہمم مطلب اب کیس کچھ بہتری کی طرف آسکتا ہے۔اور تم نے دونوں وکیلوں کی معلومات نکلوائی؟ان کے بیچ میں کنیکشن کیا ہے؟"حسن نے مزید پوچھا۔"سر دونوں وکیلوں کے درمیان سوائے اس کیس کے اور کوئی کنکشن نہیں ہے۔"حسن نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور ہدایات دیتے

ہوئے کہنے لگا۔"انکے کال ریکارڈز نکلواؤ۔ کنیکشن بھی پتہ چل جائے گا۔"خرم نے جواباًاوکے سر کہا۔پھر حسن اور خرم ملک کا کیس ڈسکس کرنے لگے۔

....

آفس سے فرصت ملتے ہی سوہا فاؤنڈیشن آگئی تھی۔ابھی وہ زینیا کے ساتھ بیٹھی تھی جو مسلسل اپنے پھول "خوشی" کو دیکھ رہی تھی۔بظاہر سوہا اس کے ساتھ بہت خوشی سے بیٹھی ہوئی تھی مگر وہ اکتا چکی تھی اور بس وہاں سے جانا چاہتی تھی۔وہ چہرے پہ زبردستی کی مسکراہٹ سجائے وہاں پر بیٹھی تھی جب زینیا نے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:"آپ شہیر انکل کے آفس میں ہوتی ہیں ناں؟"سوہا نے چہرے پر دوبارہ مسکراہٹ سجائی اور بولی:"ہاں میں ان کے آفس میں جاب کرتی

ہوں۔آپ یہاں پر اتنی دیر سے کیوں بیٹھی ہو؟ مجھے اپنا روم نہیں دکھاؤ گی؟" زینیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "یہ میرا پھول ہے۔اس کا نیم خوشی ہے۔ شہیر انکل نے رکھا ہے۔" پھر ہاتھ جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوئی اور کہا: "آئیں میں آپ کو اپنا روم دکھاؤں۔" سوہا فوراً کھڑی ہوئی اور اس کے پیچھے چل دی۔ زینیا نے اس کو کمرے میں لے جاتے ہی ہر ایک چیز کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ وہ بھی آگے بڑھ کر سب چیزیں دیکھنے لگی۔ پھر اس نے اس کے اسٹڈی ٹیبل کا دراز کھولا۔ سامنے ایک خالی فریم پڑا تھا۔ سوہا نے وہ باہر نکالتے ہوئے پوچھا: "اس پہ کوئی تصویر کیوں نہیں ہے؟"

زینیا نے افسردہ ہوتے ہوئے کہا: "کیونکہ میرے پاس میری کوئی تصویر نہیں ہے۔" سوہا نے جھٹ مشورہ دیا: "تو آپ یہ کسی کو گفٹ کر دو جس کے پاس اس کی پک ہو۔" زینیا ایک پل کو خوش ہوئی پھر کہنے لگی: "مگر کس کو؟" سوہا نے فریم

ابھی تک اپنے ہاتھ میں ہی تھاما ہوا تھا۔اب وہ اسے الٹا کر دیکھ رہی تھی۔"شہیر انکل کو کر دو۔انھوں نے تو آپ کے پھول کا نیم بھی رکھا ہے۔"جواب حاضر تھا۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔میں انھیں ہی دوں گی۔"اس نے ہمیشہ کی طرح حامی بھری تھی۔تو سوہا نے پھر کہا:"کل ہی دے دینا۔پھر زیادہ دیر ہو جائے گی۔"اس نے فوراً سر ہاں میں ہلایا۔

کچھ دیر اس کے پاس بیٹھ کر سوہا باہر نکل گئی اور ایک کال ملانے لگی۔دوسری جانب سے کال سنتے ہی سوہا نے بولنا شروع کر دیا:"ہو گیا ہے تمہارا کام۔تمہیں پتہ ہے وہ بچی بہت بیوقوف تھی۔میرے ایک بار کہنے پر ہی فریم شہیر کو دینے پر راضی ہو گئی۔"پھر تھوڑے وقفے سے کہا:"میں جتنا کر سکتی تھی میں نے کیا ہے۔اب مزید مجھ سے امید مت رکھنا۔"کہتے ہی ٹھک سے فون رکھ دیا۔اور اپنی گاڑی میں سوار ہو کر چلی گئی۔

....

ماضی:

وہ فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ مینا بھی ان کے پیچھے ہی جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ رہی تھی۔انھوں نے مسکرا کر مینا کی طرف دیکھا جس نے ایس پی داؤد کو ہر حال میں تسلیم کیا تھا۔اب عروج کے وقت اگر کوئی ایس پی داؤد کے ساتھ کا حقدار تھا تو وہ صرف مینا تھی۔مینا نے سلام پھیرا تو داؤد کی طرف دیکھا جو اس کی طرف ہی دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ساری رات وہ ریڈ کرتے رہے تھے۔بالآخر جب کامیابی حاصل ہوئی تو پہلے پولیس اسٹیشن گئے۔اور وہاں سے کام کر کے ابھی لوٹے تھے۔مینا سو رہی تھی اور فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔پہلے وضو کر کے خود نماز

www.novelsclubb.com

پڑھی۔ پھر سوچا تھا کہ مینا کو بھی اٹھا دیں گے۔ مگر وہ اٹھ چکی تھی۔ "آپ اتنا مسکرا کیوں رہے ہیں؟ اور آپ نے مجھے کیوں نہیں اٹھایا تھا؟" مینا نے خفگی سے پوچھا تو بمشکل قہقہہ روکتے ہوئے ایس پی داؤد وضاحت دیتے ہوئے بولے: "میں تو بس اس لیے مسکرا رہا تھا کہ تم نماز پڑھتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اور ابھی اٹھانے ہی والا تھا لیکن تم خود ہی اٹھ گئی۔" ان کی وضاحت پر مینا نے پوچھا: "آپ کے لیے ناشتہ لاؤں؟" ایس پی داؤد نے آرام سے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا: "ہاں پلیز۔"

www.novelsclubb.com

دن یوں ہی گزر رہے تھے۔آج عدالت میں خاشیہ کے کیس کی سماعت تھی۔اسے قیدیوں والی گاڑی میں عدالت لے جایا گیا تھا۔آج بھی اس کی تاریخ پہ اس کے چچا چچی نہیں آئے تھے۔وہ بس اپنے وکیل سے ملی تھی۔وہ اپنی سماعت کے شروع ہونے کے انتظار میں بیٹھی تھی۔کچھ دیر بعد بھی جب اسے نہ بلایا گیا تو سہیل مراد اسکے پاس آئے۔"خاشیہ! جج نہیں آیا ہے۔اس لیے آج سماعت نہیں ہو گی۔" اسے مخاطب کرتے ہوئے مطلع کیا گیا۔وہ تلخی سے مسکرائی۔یہ اس کے لیے ایک معمولی بات بن چکی تھی۔"آپ مسکرا کیوں رہی ہیں؟"اسے مسکراتے دیکھ کر وکیل نے پوچھا۔"کیونکہ یہی پاکستان کا قانونی نظام ہے۔کبھی جج نہیں آتا۔کبھی دوسری پارٹی کا وکیل نہیں آتا۔کبھی وکیلوں کی ہڑتال ہوتی ہے۔تو کبھی عدالت میں چھٹی۔"اس کی بات سے نہ صرف وکیل نے بلکہ ارد گرد کھڑے دوسرے لوگوں نے بھی اتفاق کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

زینیا...

نے شہیر کو فریم دیا تھا اور سوہا والی بات بھی بتائی تھی تو شہیر نے کچھ سوچتے ہوئے فریم اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ اسے عدالت بھی جانا تھا مگر وکیل سے معلوم ہوا کہ جج نہیں آیا تو آفس چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی میٹنگ تھی جب آبان خان اس کے آفس میں بغیر ناک کیے داخل ہوا اور اس کے سامنے والی کرسی سنبھالتے ہوئے بولا: "جی جناب! کہیے کس لیے یاد کیا مجھے؟" شہیر کے لبوں کو ایک جاندار مسکراہٹ نے چھوا تھا۔ "ایک کام تھا تم سے۔" اتنا کہہ کر اپنے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے فریم نکالنے لگا: "یہ تو میں جانتا ہوں کہ مسٹر شہیر درانی محض اپنے کام کے وقت ہی مجھے یاد کر سکتے ہیں۔" شہیر نے فریم اسے پکڑاتے ہوئے کہا: "میرے آفس میں ایک لڑکی ہے سوہا۔ کچھ دن پہلے اس نے میرے گھر جا کر میرے کمرے

میں گھڑی رکھ دی تھی جب میں نے اسے وہ گھڑی واپس کرنے گیا تو وہ کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی ڈر گئی۔ خیر اب اس نے زینیا کے ذریعے مجھے یہ فریم دینے کی کوشش کی ہے۔" آبان نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور فریم کا مختلف زاویوں سے جائزہ لینے لگا۔ پھر اس نے اس کے پچھلے حصے سے کچھ نکالتے ہوئے فریم میز پر رکھ دیا اور کہنے لگا: "بزنس کے ساتھ آئی ٹی کی طرف بھی تھوڑا دھیان دیا ہوتا تو آج یہ حال نہ ہوتا۔ خیر اس میں وائس ریکارڈر لگا تھا۔ میں نے اتار کر بند بھی کر دیا ہے۔" پہلے طنز اور پھر احسان جتاتے ہوئے کہا۔

وائس ریکارڈر کیوں؟ سوہا اس کی وائس ریکارڈ کرنا چاہتی تھی۔ مگر کیوں؟ بظاہر تو وہ اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ پھر یہ کیا تھا؟ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آبان نے وائس ریکارڈر بھی میز پر رکھا اور بولا: "یہ کوئی عام بات نہیں ہے۔ تمہیں پولیس کو انوالو کرنا چاہیے۔ ایک اے ایس پی حسن ہے اس سے بات کرو۔" شہیر نے فوراً کہا

:"نمبر سینڈ کر دو مجھے۔"تو آبان نے تپ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا:"خود ڈھونڈ لو نمبر۔مجھے لگا تھا میرے دوست کو میری یاد آئی ہے۔پر نہیں جناب تو بہت مصروف شخصیت ہیں۔"اپنا جملہ مکمل کرتے ہی آبان اس کے آفس سے نکل گیا۔

آبان اور شہیر سکول کے وقت سے دوست تھے۔دونوں کی فیملیز بھی ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتی تھیں۔عنایہ کی ڈیتھ کے بعد شہیر نے خود کو بزنس اور فاؤنڈیشن میں مصروف کر لیا تھا۔اسی وجہ سے آبان شہیر سے ناراض تھا۔شہیر کو بھی اس کی ناراضی کا اندازہ تھا۔لیکن جانتا تھا کہ آبان اس کی مدد کرنے سے کبھی بھی انکار نہیں کرے گا۔اب اسے آبان کو منانا تھا لیکن پہلے میٹنگ تھی جو کہ آبان کی ہی خان انڈسٹری سے تھی۔

www.novelsclubb.com

....

خاشیہ واپس جیل آگئی تھی جب اسے ارمین نے بلایا۔"کیا ہوا؟"اس نے کیس کی بابت پوچھا۔تو خاشیہ محض مسکرائی۔وہ بھی سمجھ گئی کہ جج یا وکیل نہیں آیا ہوگا۔وہ بہت ناامید نظر آرہی تھی۔اس نے خاشیہ کو کرسی پر بیٹھنے کا کہا۔خاشیہ کے بیٹھتے ہی اس نے کہا:"زندگی میں بہت بار ایسا ہوتا ہے جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔لیکن ہم اسے ہونے سے روک بھی نہیں سکتے ہیں۔تو بہتر طریقہ یہی ہوتا ہے کہ ہم خود کو ہر چیز کے لیے تیار رکھیں۔پھر جب کچھ برا یا ہماری توقعات سے الٹ ہو جائے تو اس کا حل تلاش کریں نہ کہ ہر امید چھوڑ دیں۔" خاشیہ نے کہا:"ٹھیک ہے۔میں اس سب کے لیے تیار نہیں تھی مگر تسلیم کر چکی ہوں اور حل۔۔۔وہ تو جب تک عدالتی نظام ٹھیک نہیں ہوگا تب تک ممکن نہیں۔رہی بات امید کی تو آگ تو تب ہی لگتی ہے جب شعلہ دیا جائے۔میرے پاس تو ہلکی سی چنگاری بھی نہیں ہے۔"

وہاں مایوسی ہی مایوسی تھی جس پر اس نے کہا: "ایسا تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے پاس چنگاری نہیں ہے۔ تم اللہ پر یقین رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے محض ان شاء اللہ کہنے پر اکتفا کیا۔

••

شہیر نے حسن سے بات کر لی تھی۔ شہیر سے مل کر ہی اسے پتا چل گیا تھا کہ خاشیہ اس کی بہن کے ہی قتل کے الزام میں جیل میں تھی۔ اور جب شہیر نے سوہا کا ذکر کیا تو اسے سوہا کا بھی پتہ چل گیا کہ وہ خاشیہ کی دوست تھی۔ شہیر کی پوری بات سننے کے بعد حسن نے اس سے بس یہی کہا تھا کہ وہ اس بارے میں ابھی سوہا سے کوئی بات نہ کرے۔ نہ ہی حسن نے خاشیہ کا ذکر کیا تھا۔ ان سب میں کچھ تھا جو ان

www.novelsclubb.com

تمام کڑیوں کو ملا رہا تھا۔ سوہا کسی کے کہنے پر یہ کر رہی تھی۔اور ممکن ہے خاشیہ کا بریسلٹ اس نے ہی عنایہ کے پاس رکھا ہو۔ مگر ابھی حسن کو شہیر سے مزید بھی معلومات نکلوانی تھیں۔اس لیے اس نے شہیر کو دوبارہ ملنے کا کہا تھا۔

••

"کشف! تم بیٹھو میں چائے بنا کر لاتا ہوں۔"کامران نے گھر میں داخل ہوتے ہی کشف سے کہا تھا۔ وہ دونوں ابھی اپنے ہنی مون سے واپس آئے تھے۔ کامران جانتا تھا کہ کشف بہت تھک گئی ہے۔اس لیے گھر میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اس کے لیے چائے بنانے چلا گیا۔کامران کی فیملی اسلام آباد رہتی تھی لیکن وہ دونوں لاہور میں جاب کرتے تھے۔اس لیے سیدھا یہی آئے تھے۔"کامران!

www.novelsclubb.com

کوئی کام تو مجھے کرنے دیا کریں۔ ٹھیک ہے کوئی کام نہیں کرنا آتا مجھے لیکن چائے بنا لیتی ہوں میں۔ "کشف نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ "میڈم! جو آپ بناتی ہیں ناں۔ اسے چائے نہیں کہتے ملغوبہ کہتے ہیں ملغوبہ" کہتے ساتھ ہی کامران نے کچن کا رخ کیا۔ اگر وہی رک جاتا تو اس کی خیر نہیں تھی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ چائے بنا کر لے آیا تھا۔ تب تک کشف فریش ہو آئی تھی۔ دفعتاً چائے کا کپ پکڑ کر لبوں کو لگا لیا۔ پھر ساتھ ہی میز پر واپس رکھتے ہوئے کہا: "اف۔۔۔! اتنی گرم۔۔۔" کامران نے مسکراتے ہوئے اپنا کپ اٹھایا اور بولا: "میڈم! چولہے پہ بنائی ہے۔" کشف نے گھور کے اسے دیکھا۔ یکدم اس نے بھی کپ واپس رکھا: "آہ! میرا منہ جل گیا۔" اب کشف نے قہقہہ لگایا۔ "سر! چولہے پہ بنائی ہے۔" اس کا جملہ اسی کو دہراتے ہوئے کہا۔ تو اس نے خفگی سے کہا: "کتنی بری ہو ناں تم۔ میں نے تمہارا ساتھ دینے کے لیے گرم چائے پی اور تم مجھے سنا رہی ہو۔" اس نے بھی کندھے اچکاتے

www.novelsclubb.com

ہوئے کہا: "میں نے بھی آپکا ساتھ دینے کے لیے ہی آپ کو آپ کا جملہ لوٹایا

ہے"۔

....

قسط#5

ماضی:

www.novelsclubb.com

حسن سادہ سے حلیے میں ملبوس لاہور کے ایک پوش علاقے کے عام سے ہوٹل میں داخل ہوا۔کچھ دیر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کونے میں پڑے ایک میز کی طرف چلا گیا۔سامنے والی نشست پہ موجود آدمی کو سلام کرتے ہوئے کرسی پر بیٹھا۔ایس پی

داؤد نے سلام کا جواب دیتے ہوئے طنزاً کہا: "زیادہ جلدی نہیں آ گئے؟" انھوں نے ماسک لگایا ہوا تھا۔ "سوری سر!" حسن نے فوراً معافی مانگی۔ "کیا خبر لائے ہو؟" ایس پی داؤد نے پوچھا۔ تبھی ویٹر ان کے پاس آیا۔ تو حسن نے کوئی جواب نہ دیا۔ ویٹر کے چلے جانے کے بعد ایس پی داؤد نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ "شاہزیب۔۔۔ ہماری ہر خبر وہ ہی لیک کر رہا ہے۔ وہ ملک عباس کے ساتھ ہر کام میں ملوث ہے۔ اسی نے اس کی لاہور پوسٹنگ کروائی تھی۔" حسن کے بتانے پر ایس پی داؤد کو رتی بھر بھی افسوس نہ ہوا تھا۔ مگر حسن نے اسے اپنا دوست سمجھا تھا۔ اس کے بعد ان دونوں نے مل کر ایک پلان ترتیب دیا تھا۔

جس کی مطابق اگلی صبح حسن نے اپنے سینئیر پہ ٹھنڈے پانی کی بالٹی الٹائی تھی۔ تو ایس پی داؤد نے سزا کے لیے اس کو اپنے کمرے میں بلوایا تھا۔ بظاہر حسن ایک سزا کے لیے آفس گیا تھا تو شاہزیب نے بھی زیادہ دھیان نہ دیا اور میٹنگ میں تشکیل

دیا جانے والا منصوبہ ملک عباس تک پہنچا دیا۔ وہاں انھوں نے وہ بیک اپ پلان ترتیب دیا جو حسن اور داؤد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہی پلان مشن میں ان کی کامیابی کا باعث بنا تھا۔

••

آج عدالت میں خاشیہ کے کیس کی سماعت تھی۔ وکیل نے اسے کہا تھا کہ وہ عدالت میں اس کی زمانت کی درخواست جمع کروائے گا۔ تو اسے تھوڑا سکون ہوا تھا۔ جیسے سائرہ اور ارمین کی باتیں درست ہو جائے گیں آج۔ وہ اس قید سے نکل جائے گی۔ پھر سائرہ سے کیا وعدہ پورا کرے گی۔ انسان بھی کتنا عجیب ہے۔ وقت سے پہلے ہی تمام منصوبے ترتیب دے دیتا ہے۔ اور پھر قسمت ایک ایسا طمانچہ مارتی

www.novelsclubb.com

ہے کہ ہر خواب، ہر خواہش ختم ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی انسان دوبارہ امید لگاتا ہے۔ پھر سے ٹوٹنے، بکھرنے کے لیے اور شاید اسی کا نام زندگی ہے۔

جج، مخالف وکیل، تفتیشی افسر، دوسرے پولیس اہلکار، خاشیہ اور عدالت کا خاص عملہ کمرۂ عدالت میں موجود تھے۔ کوئی نہیں تھا تو خاشیہ کا وکیل سہیل مراد۔ کچھ دیر کے انتظار کے بعد بھی جب وہ نہ آئے۔ تو سماعت ختم کردی گئی۔ خاشیہ کی آج پھر سے تمام امیدیں ٹوٹ گئی تھیں۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ کبھی کسی سے امید نہیں لگائے گی۔ اسے پولیس موبائل میں بٹھایا گیا۔ ایک بار پھر سے اس کی منزل وہی جیل تھا۔ مگر ایک امید ابھی بھی باقی تھی۔ جس کے دم پر کائنات چل رہی تھی۔ اس نے موبائل کی کھڑکی سے باہر دیکھا۔ نیلا آسمان نظر آرہا تھا۔ دل میں پھر سے امید جاگ اٹھی۔

ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا۔"(سورہ بقرہ آیت نمبر "
(۱۴۴

....

کامران ! آج آفس سے واپسی پر امی کی طرف چلیں گے۔" کشف نے آفس کے" راستے میں تھے۔ دونوں الگ الگ آفس میں جاب کرتے تھے۔ مگر وہ دونوں جلد ہی اپنا بزنس اسٹارٹ کرنے والے تھے۔ کشف کے کہنے پر ڈرائیونگ کرتے ہوئے کامران نے اثبات میں سر ہلایا۔ کشف پھر گویا ہوئی: "اور ہم خاشیہ کے گھر بھی جائیں گے۔ اس کے چچا چچی سے ملنے۔" کامران نے اب بھی سر ہلا دیا۔ پھر کشف کے آفس کے باہر گاڑی روکی۔ کشف کے اترتے ہی اس نے دوبارہ گاڑی

www.novelsclubb.com

چلائی۔ تھوڑا آگے پہنچتے ہی اس کے موبائل پر کال آئی۔ اس نے بغیر دیکھے کال ریسیو کی اور فون کان سے لگایا۔ لیکن اگلے ہی لمحے دوسری جانب سے آواز سننے پر اس نے درشتی سے کال کاٹ کر موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکا۔ گاڑی کو بریک لگائی۔ کچھ دیر سانس بحال کیا پھر اگنیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی زن سے بھگا دی۔

....

حسن ہسپتال میں موجود تھا۔ ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد وہ ہسپتال سے باہر نکلا اور ارمین کو کال ملائی۔ دوسری بیل پر ہی کال موصول ہو گئی۔ سلام کے بعد حسن نے ارمین سے کہا: "سہیل مراد کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ وہ اس وقت ہاسپٹل میں ہے۔ کنڈیشن بہتر ہے مگر شاید کسی نے کیس سے ہٹانے کے لیے کیا ہے۔" ارمین

www.novelsclubb.com

نے فوراً کہا: "یقیناوہ پہلے دھمکی بھی دے چکے ہوں گے۔" حسن نے کہا: "مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔ میں نے خرم سے کہہ دیا ہے۔ وہ کال ریکارڈز نکلوار ہا ہے۔ پھر سہیل کے ہوش میں آنے پر میں اس سے پوچھوں گا بھی۔" ارمین نے ٹھیک ہے کہا تو حسن نے اس سے پوچھا: "سوہا کو جانتی ہیں آپ؟" اس نے نفی میں جواب دیا تو حسن نے بتایا: "شہیر، عنایہ کا بھائی اس کے آفس میں جاب کرتی ہے اور خاشیہ کی یونیورسٹی میں دوست تھی۔ شہیر نے مجھے اس کے بارے میں تفتیش کرنے کو کہا ہے۔" ساتھ ہی حسن نے باقی بھی ساری تفصیل گوش گزار کی۔ کچھ دیر میں اس نے خاشیہ اور سائرہ کو بھی بتادیا تھا سوائے سوہا والی بات کے کیونکہ حسن ابھی اس کے متعلق ساری تفتیش کرنا چاہتا تھا۔ سائرہ نے ساری بات سپاٹ تاثرات کے ساتھ سنی تھی۔ ہاں خاشیہ کے دل میں امید ضرور پختہ ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

••

شام کے وقت شہیر، آبان کے گھر آیا تھا۔ ملازم سے پتہ چلا وہ چھت پر ہے تو سیدھا چھت پہ ہی چلا گیا۔ آبان چھت کے ایک کونے پہ کھڑا باہر کی طرف دیکھتے ہوئے چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ شہیر نے پیچھے سے آتے ہوئے اس کی کمر پہ ایک دھپ رسید کیا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑا اور لبوں کو لگایا۔ آبان نے ایک خفگی بھری نگاہ اس پر ڈالی۔ اس کی اتنی فرینکنس صرف آبان سے ہی تھی۔ شہریار ہمیشہ اس کا بڑا بھائی رہا تھا۔ عنایہ اس کی چھوٹی گڑیا تھی۔ ان میں محبت تھی، پیار تھا مگر دوستی نہیں۔ ممی تو ویسے ہی مصروف رہتی تھیں۔ صرف آبان اور ڈیڈ کے ساتھ اس کی دوستی تھی۔ عنایہ کی ڈیتھ کے بعد ڈیڈ چھوڑ کر چلے گئے اور آبان سے اس نے خود دوری اختیار کر لی تھی۔ مگر وہ اب ان ہی فاصلوں کو

ختم کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ "اچھا اب اپنا منہ سیدھا کرو۔ اس طرح سے تم بالکل بھی اچھے نہیں لگ رہے ہو۔" شہیر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میری چائے کس خوشی میں لی ہے؟" آبان نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے کپ واپس نہیں لیا۔ "تمہارے مان جانے کی خوشی میں۔" تحمل سے جواب دیا۔ "میں کب مانا ہوں؟ پہلے مناؤ مجھے۔" آبان نے مصنوئی خفگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ جس پر شہیر نے چائے کی ایک سپ اور لیتے ہوئے کہا: "زیادہ عنایہ نہ بنو۔ اسے شوق تھا ناراض ہونے کے بعد بتانے کا کہ میں ناراض ہوں۔" عنایہ کے ذکر پر اس کا لہجہ اداس ہو گیا تھا۔ مگر خود کو نارمل رکھا۔ تو آبان نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا: "تم کہہ سکتے تھے مجھ سے۔ وہ میری بھی بہن تھی۔ جانتا ہوں تمہیں تکلیف ہوئی تھی اور تم کسی کے کندھے پہ سر رکھ کے اپنا غم نہیں بانٹ سکتے تھے مگر میں تھا تمہارے پاس اور تم نے مجھے ہی خود سے الگ کر دیا۔" آبان نے شکوہ کرتے ہوئے خود ہی ناراضگی بھی ختم کر دی۔ "ہٹو یار کپ ٹوٹ جائے

گا۔" وہ تومان گیا تھا اس لیے شہیر نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ کپ اس نے ابھی تک ہاتھ میں تھاما ہوا تھا۔ چائے وہ پی چکا تھا۔ آبان نے دور ہٹتے ہوئے کپ اس سے پکڑا اور ایک سائیڈ پر رکھ دیا۔ پھر بولا: "چلو پھر شروع کرو۔" شہیر نے ناسمجھی سے پوچھا: "کیا؟" اب آبان نے اس کے پیٹ پہ ایک مکا رسید کرتے ہوئے کہا: "اپنی کہانی سنانا۔" شہیر نے ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈالی۔ "اس دن میں اسے لینے گیا تھا۔ وہاں مجھے خاشیہ ملی۔ پھر ہم دونوں اندر چلے گئے۔ عنایہ فرش پر گری ہوئی تھی۔۔۔۔اس کے جسم سے خون نکل رہا تھا۔ وہ تکلیف میں تھی یا شاید پرسکون تھی۔ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ اس کے پاس سے خاشیہ کا بریسلٹ ملا تھا۔ پھر شہریار بھائی آ گئے اور خاشیہ کو پولیس لے گئی۔" پھر ایک گہری سانس بھری۔ "پھر ڈیڈ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میرا دل نہیں کرتا تھا کسی سے بات کرنے کا۔ اسی لیے تمہیں بھی خود سے دور کر لیا۔ خود کو صرف آفس، فاؤنڈیشن اور ممی تک محدود کر لیا لیکن پھر میں زینیا سے ملا۔ اور یہ شاید اسی کی بدولت ممکن ہوا ہے کہ

آج تم سے مسکراتے ہوئے مل رہا ہوں۔" آخری جملہ مسکراتے ہوئے ادا کیا۔ اس نے ایک ہی کہانی میں اپنی زندگی کے ہر اہم شخص کا ذکر کیا تھا۔ "شہریار بھائی وہاں کیسے آئے تھے؟" آبان نے سنجیدگی سے نقطہ اٹھایا۔ "پتہ نہیں۔" اس نے لاعلمی ظاہر کی۔ "ویسے کیا تمہیں یقین ہے کہ خاشیہ نے عنایہ کو مارا تھا؟" آبان نے پوچھا تو اس نے محض کندھے اچکا دیے۔

••

www.novelsclubb.com

کشف اور کامران، کشف کے امی ابو کے گھر پر موجود تھے۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر ہی خاشیہ کے چچا چچی کا گھر تھا۔ ڈنر ادھر کرنے کے بعد واپس گھر جاتے ہوئے انھوں نے خاشیہ کے چچا چچی سے ملنا تھا۔ کشف ان ڈیڑھ سال میں پہلے بھی آ چکی

تھی وہاں پر لیکن کامران پہلی بار جا رہا تھا۔دروازہ ملازم نے کھولا تھا اور کشف کو پہچانتے ہوئے اندر لے آئے۔ وہ لاؤنج کے دروازے تک پہنچے تھے جب قہقہوں نے ان کا استقبال کیا۔اندر داخل ہوئے تو بڑے صوفے پر اس کے چچا چچی اور سامنے سنگل سیٹر پر سوہا بیٹھی تھی۔ کشف نے تعجب سے اسے دیکھا۔اس کا خیال تھا وہ اپنے کیرئیر پر توجہ دے رہی ہے۔اس لیے اس سے بھی نہیں ملتی۔ کشف نے سلام کیا تو سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ سوہا کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اگلے ہی لمحے وہی مسکراہٹ لبوں پہ دوبارہ سجاتے ہوئے اس کے سلام کا جواب دیا اور کھڑے ہو کر اس سے گلے ملی۔ رابعہ چچی نے انھیں بیٹھنے کا کہا تو دونوں بیٹھ گئے۔ پھر اسماعیل چچا کامران سے باتیں کرنے لگے جبکہ کشف، سوہا اور رابعہ چچی کے ساتھ مصروف ہو گئی۔ گفتگو میں کسی نے بھی خاشیہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔شاید اسی باعث کشف بے چین تھی وہ خاشیہ کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ مگر پوچھنے کی ہمت نہ کر سکی۔ کچھ دیر بعد رابعہ چچی کچن کی جانب گئیں تو کشف نے

www.novelsclubb.com

سوہا سے پوچھا: "تمہارے پاس فرصت ہوتی ہے یہاں آنے کی۔ میری شادی پہ تو نہیں آئی تھی؟" سوہا نے فوراً کہا: "یار! میں آفس میں بزی ہوتی ہوں اور پھر شہیر کی فاؤنڈیشن کے بھی اکثر کام مجھے ہی کرنے پڑتے ہیں۔ آج فری تھی تو یہاں آگئی۔" اس نے فاؤنڈیشن کا جھوٹ گھڑا تھا۔ سوہا کا شہیر کہنا اسے برا لگا اس لیے بولی: "تم شہیر کیوں کہتی ہو؟ باس ہے وہ تمہارا۔" گویا یاد دلایا ہو۔ "پہلے بھی تو یہی کہتی تھی۔ جب یونیورسٹی میں ملی تھی اس سے۔" اس نے جیسے دلیل دی تھی۔ "ہاں تب بھی تمہیں اسے شہیر نہیں کہنا چاہیے تھا۔ وہ عنایہ کا بھائی تھا۔ اگر کچھ کہنا ہی تھا تو بھائی کہہ لیتی۔ خیر اب تو سر کہو۔" اس نے اسکی دلیل رد کرتے ہوئے کہا جبکہ اس کے بھائی کہنے پر سوہا کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔ پھر کشف نے اس کے گھر والوں کی بابت دریافت کیا تو اس نے کہا: "موم، ڈیڈ گھر پر ہی ہوتے ہیں اور زرش اپنی اسٹڈی میں بزی ہوتی ہے۔" اسٹیٹس بدلنے کے بعد

www.novelsclubb.com

اس کے والدین امی، ابا سے موم ڈیڈ ہو گئے تھے۔ اتنی دیر میں رابعہ چچی جوس لے کر آ گئیں تو انھوں نے سلسلہ کلام روکا۔

سوہا کے موبائل پر کال آئی تھی جسے سننے وہ لان میں آ گئی۔ "ٹھیک ہے۔ زندہ تو ہے ناں وہ؟" اس نے کال پر موجود دوسرے شخص سے پوچھا اور جواب ملنے پر کال کاٹ دی۔ کال کاٹ کے ابھی وہ مڑی ہی تھی جب اس نے پیچھے کسی کو محسوس کیا۔ چہرے کے تاثرات یک دم ماند پڑ گئے۔ وہ کامران تھا اسے دیکھ کر تاثرات بحال ہوئے۔ پھر اندر کی جانب بڑھنے لگی تھی جب کامران نے اسے روک لیا: "میں نے پہلے بھی تم سے کہا تھا کشف سے دور رہنا۔ اب بھی کہہ رہا ہوں اس سے دور رہو اور تمہیں یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہر اس جگہ سے دور ہو جاؤ جہاں کشف ہو۔" کامران کہتے ساتھ ہی وہاں سے چلا گیا۔ سوہا وہی کھڑی رہی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کشف اور کامران کو جاتے دیکھا۔

•••

:ماضی

حسن اور شاہزیب ایس پی داؤد کے گھر دعوت پہ جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ حسن جان بوجھ کر دیر کر رہا تھا۔ایس پی داؤد نے اسے شاہزیب کو بھی ساتھ لانے کا کہا تھا مگر تھوڑا انتظار کرنا تھا تاکہ خرم تمام تیاریاں مکمل کر لے۔ حسن کا موبائل بلنک ہوا ایس پی داؤد کا ڈن کا میسج آیا تھا۔شاہزیب کی نظر نہیں پڑی تھی۔اس نے فوراً شاہزیب کو چلنے کا کہا۔وہ دونوں جب پہنچے تو ایس پی داؤد اور مینا نے ان کا استقبال کیا۔ڈنر کافی خوشگوار ماحول میں کیا گیا تھا یا یہ کہنا بہتر ہو گا کہ ماحول کو خوشگوار بنایا گیا تھا۔ان سب کی نظر شاہزیب کے ایک ایک عمل پر تھی۔کچھ دیر

www.novelsclubb.com

بعد چائے کا دور چلا تو شاہزیب کے موبائل پر کال آگئی۔ لہٰذا اس نے جانے کی اجازت مانگی۔ یہ ان کے پلان کا حصہ تھا اس لیے انھوں نے اسے اجازت دے دی۔ حسن وہیں رکا تھا۔ شاہزیب کو ملک فراز کی کال آئی تھی۔ اسے شک تھا کہ شاہزیب ایس پی داؤد کے ساتھ مل کر اس کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اسے اس کی صفائی دینے کے لیے اپنے گھر بلایا تھا۔ راستے میں کچھ لوگوں نے اسے اغوا کر لیا اور ایس پی داؤد کے حکم کے مطابق شہر سے دور اس بند گھر میں قید رکھا۔ جب کہ ملک فراز نے اس کے نہ پہنچنے پر اس کے گھر اپنے آدمیوں کو بھیجا جو وہاں ہر چیز کی توڑ پھوڑ کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

....

صبح کا سورج ہو طلوع چکا تھا۔ ارمین جیل جانے کے لیے گھر سے نکل رہی تھی۔ اس نے جیل جانے سے پہلے ہسپتال جانا چاہتا کہ وہ سہیل مراد سے مل لے۔ حسن اسے پک کرنے آیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی حسن نے سلام کیا: "السلام علیکم کیسی ہیں آپ؟" اور اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ "وعلیکم السلام۔ ٹھیک" کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ گھر سے ہسپتال تک کے راستے میں انھوں نے کیس کے بارے میں کافی باتیں ڈسکس کی تھیں۔ "کیسے ہیں آپ؟" ارمین نے بستر پر لیتے سہیل سے پوچھا۔ اس کے ماتھے پر پٹی لگی تھی اور ہاتھ میں چند خراشیں تھیں۔ "پہلے سے کافی بہتر ہوں۔ آپ سپریٹنڈنٹ ارمین ہیں؟" حسن نے اسے ارمین کے بارے میں بتایا تھا۔ تاکہ وہ سب مل کر خاشیہ کے کیس پر کام کر سکیں۔ حسن اور ارمین ایسا پہلے بھی کئی بار کر چکے تھے۔ وہ تمام قیدی جو بے گناہ ہوتے ہوئے بھی جیل کی سزا کاٹ کر رہے تھے اور ان کے پاس کوئی وسائل نہ ہوتے تو ارمین اور حسن ان کے کیس پر ایسے ہی کام کرتے تھے۔ حسن نے بات کا آغاز کیا: "میں نے سوہا کی کال

ریکارڈز نکلوائے ہیں۔ پچھلے ڈیڑھ سالوں میں اس نے سب سے زیادہ ایک نمبر پر کال کی ہے مگر اس کا ڈیٹا نہیں نکلوا سکا میں کیونکہ جس کا نمبر ہے وہ شاید کوئی آئی ٹی ایکسپرٹ ہے۔ مجھے وہ نمبر کافی مشکوک لگ رہا ہے۔" ارمین نے کہا: "خاشیہ، سوہا اور عنایہ ایک ہی یونیورسٹی میں آئی ٹی کی اسٹوڈنٹ تھیں۔ یقیناً وہاں ان کے ساتھ ہی کوئی ہے۔" اب سہیل نے کہا: "اس کے علاوہ مجھے دو اسٹوڈنٹس کا پتہ چلا تھا۔ کشف اور کامران۔ وہ دونوں اب شادی کر چکے ہیں۔ میں نے خاشیہ سے پوچھا تھا کہ اسے کس پر شک ہے مگر اس نے کسی کا نام نہیں لیا۔" حسن نے تجویز دی: "میرے خیال میں پہلے ہمیں ضمانت کروانے پر فوکس کرنا چاہیے۔ ہم عدالت میں ڈیڑھ سال سے کیس کے لٹکے رہنے کا پوائنٹ اٹھائیں گے اور ان کے پاس ثبوت بھی بس ایک ہی ہے۔ آئی ایم شیور ضمانت ہو جائے گی۔" اس کی بات پر سب نے اکتفا کیا تھا۔

....

آج کا سورج بہت امید لایا تھا۔خاشیہ کی امید تو تب ہی پختہ ہو گئی تھی جب اس نے فجر کی نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے اور رب تعالیٰ نے اس پر اپنی عنایتوں کی بارش کر دی تھی۔اتنے سالوں بعد وہ اپنے رب سے کچھ مانگ سکی تھی۔اس کے لبوں سے التجا نکلی تھی کہ اللہ اسے ان گناہوں کی سزا نہ دے جو اس نے نہیں کیے۔دل میں اطمینان سا اتر گیا تھا۔اس نے مسکرا کر آسمان کی طرف دیکھا تھا۔ساتھ ہی دل میں بدلہ لینے کا جذبہ بھی امڈ آیا تھا۔ان سب سے بدلہ جنھوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا تھا۔اس پر یقین نہیں کیا تھا۔اسے یہاں تک پہنچایا تھا۔

تبھی سائرہ اس کے پاس آئی اور کہنے لگی: "تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ناں۔" اس نے

ہنوز آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے مختصراً کہا: "یاد ہے۔" پھر پولیس موبائل میں بیٹھ کر عدالت چلی گئی۔

....

ماضی:

حسن اور داؤد، شاہزیب کو ریسکیو کر کے اس گھر سے نکلے۔ اس پلان میں ان کے ساتھ خرم بھی شامل تھا۔ باقی سب کو اس سے بے خبر رکھا گیا تھا۔ شاہزیب کو ڈھونڈتے ہوئے ان تینوں نے وہاں مٹی کے تیا کا چھڑکاؤ کر دیا تھا۔ سب سے آخر میں نکلتے ہوئے ایس پی داؤد نے لائٹر کا شعلہ جلایا اور آگ بھڑک اٹھی تاکہ وہاں سے ہر قسم کا ثبوت ختم کر دیا جائے اور یہ سب شاہزیب کے سامنے اس لیے کیا گیا

www.novelsclubb.com

تھا تاکہ وہ اس کو ان کا پلان نہ سمجھے۔ملک فراز کے اس سے دوبارہ ملنے کے چانسز تھے لہٰذا حسن رات اس کے پاس ہی ٹھہر گیا۔وہ شاہزیب کو ہر طرح سے ملک عباس اور فراز سے بدگمان کر دینا چاہتے تھے۔اور بلآخر ایس پی داؤد کی بے انتہا کوششوں کے بعد ملک عباس کو عدالت نے مجرم قرار دے کر سزا سنادی تھی۔مگر شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔کیس جیتنے کے بعد وہ اپنے گھر آئے۔مینا کو وہ کال کر چکے تھے۔گھر پہنچتے ہی مینا کی تلاش میں نظریں دوڑانا شروع کر دیں۔اوپر کمرے سے کچھ آوازیں آرہی تھیں۔یقیناً مینا وہیں تھی۔کمرے کی جانب گئے مگر اندر نظر پڑتے ہی قدم تھم گئے تھے۔مینا کو کرسی پر باندھا ہوا تھا۔اس کا رخ دروازے کی جانب تھا جہاں سے ایس پی داؤد اسے دیکھ رہے تھے۔مینا کی پشت پر شاہزیب کھڑا تھا جس نے اس پر گن تان رکھی تھی۔"مینا۔۔۔"ایس پی داؤد کے حلق سے صرف ایک لفظ برآمد ہوا پھر طیش میں شاہزیب کی طرف بڑھنے لگے تو اس نے ٹریگر پر انگلی رکھتے ہوئے تھا:"رک جاؤ ایس پی!ورنہ تمہاری بیوی اللہ کے

www.novelsclubb.com

پاس چلی جائے گی۔" ایس پی داؤد نے رکتے ہوئے اس سے کہا: "کیا چاہتے ہو تم؟ اسے چھوڑ دو۔ ہم بات کر لیتے ہیں۔" شاہزیب نے استہزائیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا: "تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ سمجھدار ہو۔ بہت زبردست پلیننگ تھی مجھے اغوا کر کے ان کے خلاف کرنے کی۔ مگر تم ایک بات نہیں جانتے تھے۔ ملک شاہزیب ہوں میں، ملک عباس کا بیٹا اور ملک فراز کا بھائی۔ ملکوں کا خون ہے مجھ میں اور اپنے خون سے میں کبھی بغاوت نہیں کر سکتا تھا۔ ایک اور بات بتاؤں تمہیں۔۔۔ تمہاری ساری محنت بیکار گئی۔ میں اپنے باپ کو جیل سے نکلوا چکا ہوں۔ اس دنیا کی کوئی بھی طاقت انھیں جیل میں نہیں ڈال سکتی۔" اس کے انداز میں غرور واضح جھلک رہا تھا۔ ایس پی داؤد نے پینٹ کی پچھلی جیب سے گن نکالی اور آہستہ آہستہ اس کی طرف کرنے لگے۔

www.novelsclubb.com

ایک تیز رفتار گاڑی ایس پی داؤد کے گھر کے باہر آکے رکی تھی۔ دروازے کھلے اور حسن اور خرم اس میں سے باہر نکلے۔ حسن بھاگتا ہوا گھر کے دروازے کی جانب بڑھا۔ بیک وقت دو گولیاں چلنے کی آواز آئی۔ دونوں نے مل کر مشکل سے دروازہ کھولا اور آواز کی سمت دوڑے۔ ایس پی داؤد فرش پر لیٹے تھے۔ شرٹ خون سے بھری ہوئی تھی۔ تکلیف سے آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ سامنے مینا کرسی پر بندھی بار بار ہلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے پیچھے شاہزیب خون سے لال شرٹ، سینے پر ہاتھ رکھے نیچے گرا ہوا تھا۔ خرم نے مینا کی رسیاں کھولیں جبکہ حسن نے داؤد کا چہرہ تھتھپایا۔ وہ بمشکل سانس لے رہے تھے۔ پھر خرم نے شاہزیب کو دیکھا گولی سینے پر لگی تھی۔ "یہ مر چکا ہے۔" خرم نے بتایا۔ مینا دفعتاً ایس پی داؤد کی طرف بڑھی۔ تو ایس پی داؤد بمشکل بولے: "مینا!۔۔ مم۔۔۔ میں نے نہی۔۔۔ نہیں سوچا۔۔ تھا۔۔۔ آہ۔۔ کہ ہم۔ ہمارا اینڈ۔۔۔ ایسااا۔۔ ہو گا۔ مم مگر میں۔۔۔ خو۔۔ خوش ہوں کہ۔۔۔ آہ۔۔۔ مجھ۔۔ مجھے شش شہادت۔۔ مل۔۔ رہی

ہے۔تت تم۔۔۔خوش۔۔۔رہنا۔"درد سے کراہتے ہوئے وہ بمشکل ہی جملہ مکمل کر پائے۔مینا کے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔"نہیں داؤد نہیں پلیز۔۔"حسن اور خرم ان کے پاس ہی بیٹھے تھے۔حسن کی آنکھیں ضبط سے لال ہو چکی تھیں۔ایس پی داؤد نے بمشکل کلمہ پڑھا اور اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔جبکہ اپنے پیچھے وہ مینا اور حسن کو یوں ہی چھوڑ گئے تھے۔

حال:

ارمین عرف مینا نے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔حسن اس کے سامنے ہی بیٹھا اسے بتا رہا تھا کہ بلآخر عدالت نے ملک عباس اور فراز دونوں کو مجرم قرار دے کر پھانسی کا حکم دے دیا ہے۔

www.novelsclubb.com

•••

کمرۂ عدالت میں اس وقت سب لوگ موجود تھے۔ سہیل مراد ابھی بھی شدید زخمی تھے مگر کیس کی سماعت کے لیے آئے تھے اور ضمانت کے پیپرز جمع کروائے۔ جس کے بعد جراح شروع ہوئی۔ "وکیل سہیل مراد! آپ نے ضمانت کے کاغذات جمع کروائے ہیں۔ کیا آپ دلائل دے سکتے ہیں کہ ملزمہ خاشیہ ابراہیم کو کیوں ضمانت دی جائے؟" جج کے پوچھنے پر وہ گویا ہوئے۔ "جج صاحب! ملزمہ تقریباً پچھلے دو سالوں سے جیل میں قتل کے الزام میں قید ہیں جبکہ کیس کی باقاعدہ کوئی سماعت کوئی تفتیش نہیں ہو رہی۔ اور اس سب کے علاوہ ملزمہ کے خلاف صرف ایک ہی ثبوت ہے جو کہ اتنا کارآمد بھی نہیں۔" مدعیوں کے وکیل غیر حاضر تھے اس لیے کوئی اعتراض بھی نہ اٹھایا گیا اور چند ایک مزید دلائل دینے کے بعد ضمانت منظور کر لی گئی۔ خاشیہ نے ایک گہرا سانس لیا۔

•••

موسم بدل رہا تھا۔ ہلکی ہلکی سرد ہوائیں بھی چل رہی تھیں۔ ائیر پورٹ پہ معمول کے مطابق رش تھا۔ وہ کالے پینٹ کوٹ میں ملبوس آنکھوں میں سیاہ چشمہ لگائے ائیر پورٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ پیچھے اس کا گارڈ اس کے سوٹ کیس تھامے آ رہا تھا۔ وہ ایک گاڑی کے پاس آ کر رکا۔ جس کے سامنے سوہا اسٹائلش سی فراک پہنے کھڑی تھی۔ "ویلکم ٹو پاکستان!" اس نے چہرے پہ مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔ "ہمم۔ تھینکس۔ میرا کام کہاں تک پہنچا؟" اس نے ساتھ ہی دریافت کیا۔ جبکہ سوہا کو تعجب ہوا۔ اس نے آج تقریباً دو سال بعد اس سر زمین پر قدم رکھا تھا اور آتے ہی یہ سوال۔ "ہاں سب ٹھیک جا رہا ہے۔" ڈرائیور نے فوراً پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا

تو وہ اندر بیٹھنے سے پہلے بولا: "امید ہے جیسا تم کہہ رہی ہو ویسا ہی ہو۔" گارڈ نے سوٹ کیس ڈگی میں ڈالے اور فرنٹ سیٹ پہ جا کر بیٹھ گیا اور گاڑی چل پڑی۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے جیب سے موبائل نکالا اور وال پیپر پہ اس کی تصویر دیکھتے ہوئے کہا: "میں آگیا ہوں خاشیہ۔"

ہونہہ سمجھتا کیا ہے خود کو۔" پیچھے کھڑی سوہا نے نخوت سے سر جھٹکتے ہوئے کہا" اور اپنی گاڑی کی جانب چل دی۔

ابھی اسے ائیر پورٹ سے نکلے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ پرس میں موجود موبائل بجنے لگا۔ اس نے موبائل نکالتے ہوئے کان سے لگایا۔ اور دوسری طرف سے کہے جانے والے جملے نے اسے ساکت کر دیا تھا۔ اس نے ہڑبڑا کر گاڑی کی بریکس لگائیں اور موبائل کو گھورتے ہوئے کہا" یہ کیسے ہو گیا؟"

جاری ہے

....

نوٹ : قسط دیر سے اپلوڈ ہونے پر بہت بہت معذرت۔ ان شاءاللہ اگلی اقساط وقت پر اپلوڈ ہوں گی۔

....

قسط#6

رات کے پہر میں سردی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ رہی سہی کسر اس موسلادھار بارش نے پوری کر دی تھی۔ چاند تو کہیں چھپ سا گیا تھا۔ بادل بھی گرج برس رہے تھے۔ گو کہ کسی کو بھی اس معصوم پر ترس نہ آیا۔ اور ایک بوڑھے آدمی نے جو شاید نیلی شلوار قمیض میں ملبوس تھا "نکلو یہاں سے" کہہ کر دھڑ سے دروازہ بند

www.novelsclubb.com

کر دیا۔ وہ سادہ لباس میں ملبوس سر پہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے البتہ سیاہ بال کھلے ہوئے تھے خود کو شال میں لپیٹی ایک ہاتھ میں سفری بیگ پکڑے رو رہی تھی۔ شاید آج مخلوق خدا کو اس پر ترس نہ آیا تھا۔ دروازہ بند ہونے پہ کنارے پہ بنی کیاری کے پاس آ کے بیٹھ گئی۔ گھٹنوں میں سر دیئے کچھ لمحے تو رونے میں گزر گئے۔ پھر سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ بارش کے قطرے اُس کے چہرے پر پڑنے لگے۔ "کچھ نہیں کیا میں نے۔ میں تم سب سے اس کا حساب لوں گی، پچھتاؤ گے تم سب۔" بارش اور بادلوں کی گرج سے اُس کی آواز مدھم پڑ گئی تھی۔ شاید اس گھر کے کسی مکین نے اُس کی نہ سنی ہو۔ شاید کسی چرند پرند نے بھی اُس کی نہ سنی ہو۔ مگر اللہ نے سن لی ہو گی۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مظلوم کی آہ اللہ نہ سنے۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر پہلے عدالت میں ضمانت کا تمام پراسیجر مکمل کروانے کے بعد اسے جانے کی اجازت مل گئی تھی۔اسنے سب سے پہلے اپنا سامان ایک سفری بیگ میں ڈالا جو اسے جیل کی انتظامیہ سے ہی ملا تھا۔پھر وہ سائرہ اور دوسری قیدی عورتوں سے مل کے نکل آئی تھی۔ لیکن وہ اپنی اگلی منزل کے بارے میں غیر یقینی کا شکار تھی۔اس نے سب سے پہلے اپنے گھر کا رخ کیا اور جیسے تیسے وہ گھر پہنچ بھی گئی تھی مگر گھر کے دروازے اس کیلیے بند تھے۔اچانک کوئی تیز روشنی اس کی آنکھوں پہ پڑی تو اس نے اپنا دایاں بازو آنکھوں کے سامنے کر لیا۔روشنی مدھم ہونے پر بازو ہٹایا تو سامنے ایک سیاہ گاڑی سے کوئی باہر نکل کر اس کی طرف آیا تھا۔"خاشیہ! تم یہاں باہر کیا کر رہی ہو؟" وہ ارمین تھی۔"آں---میں-مجھے نکال دیا ہے گھر سے۔" رونے کے باعث اس کی آواز بھاری تھی۔"تم میرے ساتھ چلو۔"ارمین نے کہتے ساتھ ہی اس کا بیگ پکڑا اور گاڑی کی جانب چل پڑی۔اسے بھی اس کے ساتھ جانا ہی ٹھیک لگا۔اس پورے عرصے میں صرف وہ ہی تھی جس نے اس کا ساتھ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اور اس وقت اس کے پاس کوئی اور ٹھکانہ بھی نہیں تھا۔ لہذا وہ خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

....

خاشیہ اٹھ گئی ہے تو اسے بھی ناشتے کے لیے بلا لو۔" ارمین نے ملازمہ سے کہا تو وہ " جی اچھا کہہ کر اسے بلانے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ناشتے کی میز پر موجود تھی۔

"تم نے آگے کا کیا سوچا ہے؟" ارمین نے سلائس پر جیم لگاتے ہوئے پوچھا۔ یہ وہی گھر تھا جو ایس پی داؤد نے اپنے اور ارمین کے لیے لیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد ارمین نے بھی سی ایس ایس کا امتحان دے کر پولیس میں شمولیت اختیار کی تھی اور ابھی وہ جیل کی اسپریٹنڈنٹ کے عہدے پر فائز تھی۔

www.novelsclubb.com

مجھے میرے ڈاکیومنٹس چاہیے۔اور ماسٹرز کی ڈگری بھی پھر میں کہیں جاب کے" لیے اپلائی کروں گی۔"اس نے عام سے انداز میں جواب دیا۔ جبکہ اب تک اسکے ساتھ جو کچھ ہو چکا تھا وہ اندر سے ٹوٹ گئی تھی مگر اسے ہمت سے کام لینا تھا تاکہ وہ اپنا بدلہ لے سکے۔"ٹھیک ہے۔ تم فکر مت کرو۔ میں---"ابھی وہ مزید بھی کچھ کہنے والی تھی مگر خاشیہ نے ٹوکتے ہوئے کہا:"آپ مجھے اپنے گھر میں جگہ دے کر ہی بہت بڑا احسان کر چکی ہیں۔مجھے ابھی مزید آپ کا کوئی احسان نہیں چاہیے۔ہاں بعد میں ضرورت پڑے گی مجھے ایک کام میں۔"اس نے تلخ لہجے میں کہا تو ارمین نے اثبات میں سر ہلایا۔"ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔ مگر تمہیں کبھی بھی ضرورت ہو تو مجھے یاد کر لینا۔"اس نے نرمی سے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ان دو سالوں میں اسکے اندر کتنی تلخیص بھر گئی تھی۔جواب آہستہ آہستہ ہی نکل سکتی تھی۔ناشتہ کرنے کے بعد ارمین نے اسے اس کے گھر کے باہر ڈراپ کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور دروازے کھٹکھٹایا۔ ملازم نے دروازے کھولا تو خاشیہ کو سامنے دیکھ کر شاک ہوا پھر فوراً بولا: "سلام خاشیہ بی بی!" خاشیہ نے اندر بڑھتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ ملازم بھی اس کے پیچھے ہی بڑھا تھا اسے روکنے کے لیے کیونکہ صبح ہی اسماعیل صاحب نے اسے منع کیا تھا کہ خاشیہ اس گھر میں داخل نہ ہو لیکن یہ سوچ کر رک گیا کہ ہے تو اس کا ہی گھر۔ خاشیہ لاؤنج میں پہنچی چچی سامنے ہی ملازمہ کو ہدایت دے رہی تھیں ایک دم پلٹی اور خاشیہ کو دیکھ کے ساکت رہ گئیں۔ یک دم غصے میں بولیں: "تم! تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" ملازمہ بھی اسے دیکھ کر حیران تھی جبکہ وہ کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر سیڑھیوں سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ جب تک چچی اسکے پیچھے اسکے کمرے تک گئیں وہ اپنی الماری کے لاکر سے تمام ضروری اشیاء نکال چکی تھی اور اب ایک بیگ میں ڈال رہی تھی۔ "یہ کیا بدتمیزی ہے؟ تم اس گھر کی چیزیں کہاں لے کر جا رہی ہو؟" انھوں نے اسکا بیگ چھینتے ہوئے کہا۔ "بدتمیزی میں کر رہی ہوں؟ اور یہ گھر بھی میرا ہے

www.novelsclubb.com

اور اس کی چیزیں بھی۔ یاد رکھیے گا۔ میرے کمرے کا حلیہ بدل کر آپ اسے اپنا نہیں بنا سکتیں۔" اس نے بیگ دوبارہ پکڑا اور لب چباتے ہوئے کہا۔ اس کمرے کا جسے اسنے بڑے پیار سے اپنی پسند سے سجایا تھا پورا نقشہ ہی بدل دیا گیا تھا۔ صرف ایک الماری اپنی جگہ پر موجود تھی جس میں اسکے لاکر میں اسکے کاغذات موجود تھے۔ اسکے کچھ کپڑے، کچھ بیگ اور چند ایک دوسری چیزیں موجود تھیں۔ "تم ایک قاتل ہو--" وہ کہنے ہی لگی تھیں تو وہ ٹوکتے ہوئے بولی: "ڈئیر چچی جان! ابھی میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا ہے لیکن اگر آپ نے ایک لفظ بھی اور کہا تو میں اپنے پیارے چچا جان کو رنڈوا کر کے چھوڑوں گی۔" اس کے بعد ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔ اور وہ اپنا سامان لے کر چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

•••

"سوری! مگر آپ کی ٹیم مجھے اتنی انرجیٹک نہیں لگ رہی جتنی اس پراجیکٹ کی ڈیمانڈ ہے اسپیشلی ویب ڈویلپنگ ڈیپارٹمنٹ۔ ہمیں ایک ایسی ٹیم چاہیے جو اپنے کام کے ساتھ سنسئیر ہو۔ اس لیے ہم یہ پراجیکٹ آپ کو نہیں دے سکتے۔" آبان کہتے ساتھ ہی اٹھا اور شہیر سے مصافحہ کرنے کے بعد میٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔ اسکے ہمراہ آئے کمپنی کے دوسرے ممبران بھی اپنی نشستوں سے اٹھ کر اسکے پیچھے چل دیے۔ جبکہ شہیر اسکے تقریباً بھاگتا ہوا آیا اور اسے جا لیا۔ "کیا ہے یہ؟ پہلے حامی بھر کے اب کیوں انکار کر رہے ہو؟ اور میری ٹیم کے ساتھ کیا مسئلہ ہے تمہیں؟" شہیر نے فوراً اس سے دریافت کیا۔ تو آبان اسے لے کر اسکے آفس آ گیا۔ پھر بولا:

"تمہاری ٹیم سے نہیں سوہا سے مسئلہ ہے مجھے۔ جو ویب ڈویلپنگ ڈیپارٹمنٹ کی

ہیڈ ہے۔اور اس وقت وہ انڈر انویسٹیگیشن ہے تو میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔" شہیر نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کہا: "ٹھیک ہے مگر دونوں چیزوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔" آبان نے اس کی طرف تاسف سے دیکھا۔ "یار! تم کبھی نہیں سمجھ سکتے ہو یہ سب۔ مجھے بس یہ بتاؤ کہ اسی پی حسن سے کیا بات ہوئی ہے؟ اور کیس کا کیا بنا؟" اس نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔ "خاشیہ کی ضمانت ہو گئی ہے اور میں کچھ دیر میں ایس پی حسن سے ملنے جا رہا ہوں۔" اسنے مختصراً بتایا۔ "اوہ واؤ! میں بھی چلتا ہوں۔" پھر خود ہی اس کو بازو سے پکڑ کے چل دیا۔

•••

خاشیہ کو ادھر چھوڑنے کے بعد ارمین نے حسن کی اچھی خاصی کلاس لی تھی کہ اسے اس کے رہنے کا بھی کوئی بندوبست کرنا چاہیے تھا۔ جس پر حسن نے نادم ہوتے ہوئے فوراً معافی مانگی تھی اور اسے شہیر سے ملنے کا بتایا تھا تو اس نے بھی ساتھ چلنے کو کہا۔ ملنے کا پتہ ایک ہوٹل کا تھا۔ ایک میز کے گرد چار کرسیاں لگی تھیں جن پہ وہ چاروں براجمان تھے۔ حسن نے بات کا آغاز کیا: "مسٹر شہیر! آپ کے کہنے پر ہم نے سوہا پر نظر رکھی اور ہمیں کچھ پتہ بھی چلا ہے لیکن اس سے پہلے آپ سے کچھ سوالات پوچھنے ہیں۔ امید ہے آپ ان کا صحیح جواب دیں گے۔" شہیر نے اثبات میں سر ہلایا۔ "سوہا سے اپنی پہلی ملاقات بتائیں۔ آپ اس سے کیسے ملے؟" پہلا سوال کیا۔ "نہیں۔ وہ میری بہن کی یونی میں پڑھتی تھی وہیں پر ملا تھا میں اس سے۔"

www.novelsclubb.com

آپ کی بہن۔ عنایہ درانی۔ رائٹ؟ جس کے قتل کے الزام میں خاشیہ ابراہیم" جیل میں قید ہیں۔" سپاٹ انداز میں کہا۔ شہیر نے آبان کی طرف دیکھا پھر حسن کی جانب دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔"سوہا، خاشیہ کی دوست تھی تو آپ نے خاشیہ کو جیل بجھوا کر سوہا کو اپنے آفس میں جاب دے دی۔ اتنا یقین۔" سوال ارمین کی طرف سے آیا تھا۔"نہ ہی میں نے خاشیہ کو جیل بجھوایا تھا اور نہ ہی سوہا کو جاب دی تھی۔ میرے بھائی نے رکھا تھا اسے۔" گویا وضاحت دی ہو۔"مطلب آپ کے بھائی نے خاشیہ کو جیل بجھوایا تھا۔"حسن نے کہا۔" کہہ سکتے ہیں۔"اس نے دھیمی آواز میں کہا۔"ایک منٹ ایک منٹ---"کافی دیر سے خاموش بیٹھے آبان نے اچانک مداخلت کی تو تینوں اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

"تم نے کہا تھا کہ شہریار بھائی قتل کے وقت وہاں پہنچے تھے جبکہ تم نے ان کو بتایا ہی نہیں تھا اور انھوں نے ہی خاشیہ کو جیل بھیجا اور سوہا کو جاب دی۔ وہ تمھاری اور سوہا کی شادی کے سب سے بڑے حامی ہیں بلکہ کئی بار تمہیں فورس بھی کر چکے ہیں۔

اور تم نے کہا تھا کہ سوہا کسی سے بات کر رہی تھی لیکن تمہیں دیکھتے ہی اسنے کال بند کر دی۔ کہیں وہ شہریار بھائی ہی تو نہیں۔"شہیر نے غصے سے اس کی طرف دیکھا

""نہیں یہ ناممکن ہے۔شہریار بھائی ایسا نہیں کر سکتے۔

••

وہ آج دو سالوں بعد اسی جگہ پر موجود تھی جہاں سے اسے گرفتار کیا گیا تھا اور اسکی زندگی بدل گئی تھی۔وہ اس کلاس روم کے باہر کھڑی تھی جہاں عنایہ کا قتل ہوا تھا۔ دروازہ بند تھا مگر اندر سے آوازیں آرہی تھیں شاید کوئی لیکچر چل رہا تھا یا ہونے والا تھا۔ تبھی اسے پیچھے سے اپنے نام کی پکار سنائی دی تھی۔اسنے مڑ کے دیکھا۔وہ ایک

www.novelsclubb.com

رعب دار شخصیت والی جانی پہچانی عورت تھی۔ ذہن میں کلک ہوا اور لبوں پہ مسکراہٹ آٹھہری۔ "میم عشرت! کیسی ہیں آپ؟" وہی میم عشرت جو پوری یونیورسٹی میں کھڑوس کے نام سے جانی جاتی تھی۔ "ٹھیک ہوں۔ تم یہاں کیسے؟" انھوں نے سوال پوچھا۔ "میں اپنی ڈگری لینے آئی تھی۔ مگر ابھی نہیں مل سکتی ہے۔ اب واپس جانے لگی تھی تو یہاں آگئی۔" اسنے بتایا۔ انداز میں تلخی کا سا اثر تھا۔ انھوں نے غور سے اسے دیکھا۔ "تم جانتی ہو۔ تم اللہ کے پسندیدہ لوگوں میں سے ہو۔ جنھیں وہ آزمائش میں ڈال کے کندن بنا دیتا ہے۔ اپنے لہجے میں تلخی پیدا کر کے تم خود کو ضائع کر رہی ہو۔ اس پروردگار پر یقین رکھو۔ جس نے تمھیں اس آزمائش میں ڈالا ہے وہی تمھیں اس امتحان سے نکال کر سرخرو بھی کرے گا۔ اور تم یہ سوچو کہ اسنے تمھارے برے وقت میں بھی تمھیں اچھے لوگوں سے ملوایا ہو گیا۔

تمھارے لیے وسائل پیدا کیے ہوں گے کیونکہ اللہ خود فرماتا ہے کہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔" دل میں پھوار سی پڑ گئی تھی۔ وہ واقعی ٹھیک کہہ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اسنے تو کبھی یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ اگر اسے دو سال جیل میں قید رہنا پڑا تھا تو ان دو سالوں میں اللہ نے اسے اچھے لوگ بھی عطا کیے تھے۔اسے سائرہ کا ساتھ ملا تھا جس نے اسے مضبوط بننا سکھایا تھا۔اسے ارمین کا ساتھ ملا تھا جس نے اس کی پریشانی کو اپنا سمجھا تھا اور اسے اپنے گھر میں جگہ دی تھی۔اسے وکیل سہیل مراد کی صورت میں بھی اللہ نے مدد عطا کی تھی جنھوں نے بغیر کسی غرض کے ایمانداری کے ساتھ اس کا کیس لڑا تھا اور ابھی بھی لڑ رہے تھے۔ان ہی تینوں کی وجہ سے وہ آج جیل سے باہر تھی۔"آپ کو مجھ پر یقین ہے؟"اچانک ذہن میں سوال ابھرا۔

"ہاں! میں جانتی ہوں کہ تم ایسا کچھ نہیں کر سکتی ہو۔اگر تم ابھی فری ہو تو کینٹین چلی جاؤ۔"انھوں نے سپاٹ انداز میں کہا۔اسنے آخری جملے پر نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا لیکن تشکر بھرے انداز میں کہا:"بہت شکریہ مجھ پر اتنا یقین کرنے کے لیے اور مجھے سمجھانے کے لیے۔"انھوں نے سر ہلایا اور اس کلاس کے اندر چلی گئیں جس کے باہر وہ دونوں کھڑی تھیں۔

www.novelsclubb.com

....

خاشیہ خاموشی سے کینٹین کی طرف بڑھ گئی۔ جیل سے نکلتے وقت اسے اس کی چند ایک چیزیں واپس کر دی گئی تھیں جو گرفتاری کے وقت اسکے پاس تھیں۔ جن میں اس کا بیگ، شناختی کارڈ اور اے ٹی ایم کارڈ شامل تھے۔ باقی کی چیزیں اسے اپنے گھر سے مل گئی تھیں۔ جہاں سے وہ سیدھا بینک گئی تھی اور کچھ رقم نکلوا کے موبائل اور سم کارڈ لیا تھا۔ وہ کینٹین کے باہر لگے ایک میز کے پاس رکی۔ اس پر کشف اور کامران بیٹھے بریانی کھانے میں مشغول تھے۔ کامران کی اس کی طرف پشت تھی اس لیے پہچان نہیں پائی مگر سامنے بیٹھی کشف کو دیکھ کر ٹھہر گئی۔ وہ اس کی بچپن کی دوست تھی۔ تو

میم عشرت نے اسے اس لیے یہاں بھیجا تھا۔ کشف کی بھی اس پر نظر پڑی۔ وہ حیران نظروں سے اسے تکنے لگی۔ وہ اس کی بچپن کی دوست تھی۔ وہ اسے کیسے نظر انداز کر سکتی تھی۔ کامران نے کشف کو یوں دیکھا تو پیچھے مڑا۔ خاشیہ کو دیکھ کے دل میں گلٹ پیدا ہوا۔ اسنے سامنے کشف کو دیکھا وہ اسی طرح بیٹھی تھی۔ فوراً اپنی کرسی سے اٹھا "السلام علیکم! بیٹھو۔" اپنی کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ اور ساتھ والی میز سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ خاشیہ بھی سلام کا جواب دینے کے بعد اس کی چھوڑی ہوئی کرسی پہ بیٹھ گئی۔ "کیسی ہو تم؟" کشف نے پوچھا۔ شاک قدرے کم ہو گیا تھا۔ "ٹھیک۔ اور تم دونوں؟" اسنے کشف کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ "ہم بھی ٹھیک ہیں اور کچھ ماہ پہلے ہی ہماری شادی ہوئی ہے۔" وہ جانتی تھی کہ اس کے تم دونوں کا مطلب کیا تھا۔ "مبارک ہو۔ تم دونوں ساتھ میں اچھے لگتے ہو۔" خاشیہ کی اس بات پہ ان دونوں کے لبوں کو ایک جاندار مسکراہٹ نے

www.novelsclubb.com

چھوا تھا۔ "شکریہ۔ کیا کر رہی ہو آج کل ؟" اب کامران نے پوچھا۔ "کچھ بھی نہیں۔ ابھی جیل سے آئی ہوں۔ ڈگری لینے کیلیے یونی آئی تھی۔"

"تو تم نے کہیں جاب تو کرنی ہے ناں۔ تمہارے چچا، چچی ابھی تمہیں تمہارے بابا کے آفس میں کام تو کرنے نہیں دیں گے۔ تو جب تک وہ راضی نہیں ہوتے ہیں تم ہمارے ساتھ کام کرلو۔ ہم نے ابھی اپنا بزنس اسٹورٹ کیا ہے اور جب تم جیسی انٹیلیجنٹ لڑکی ہمارے ساتھ کام کرے گی تو ہمیں خوشی بھی ہو گی اور فائدہ بھی۔" کشف نے خوشدلی سے آفر کی۔ "ہاں ضرور! تم ہمارے ساتھ کام کرو۔ ابھی نیا بزنس ہے اور بہت ساری چیزیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ تم ہمارے ساتھ کام کرو گی تو واقعی یہ اچھا ہو گا۔" اور ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ کشف کچھ کہے اور کامران اس کی حمایت نہ کرے۔ "ٹھیک ہے۔ میں سوچوں گی اس بارے میں۔ تم

www.novelsclubb.com

لوگ مجھے اپنا نمبر دے دو۔" اسنے حامی بھرتے ہوئے کہا۔ پھر نمبر ایکسچینج کرنے کے بعد وہ وہاں سے چل گئ۔

....

ہم اس بارے میں انویسٹیگیشن کر لیں گے لیکن جو ہمیں پتہ چلا ہے وہ کچھ اور ہے۔" حسن نے ان کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے کہا۔ "کیا پتہ چلا ہے آپ کو؟" آبان نے بے تابی سے پوچھا۔ "کچھ دنوں پہلے سوہا نے خاشیہ کے وکیل کا ایکسیڈنٹ کروایا تھا تاکہ وہ ضمانت روک سکے لیکن اب اس کی ضمانت ہو چکی ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ ان دو سالوں میں کسی سے کانٹیکٹ میں رہی تھی جس سے سوہا کل ائیر پورٹ پر ملی تھی۔ مگر ہمیں ابھی تک اس کے بارے میں کچھ خاص نہیں پتہ

www.novelsclubb.com

چل پایا ہے۔"حسن نے تمام حقائق سامنے رکھے جس سے آبان کے دل میں سوہا کیلیے نفرت بڑھ گئی تھی اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ یہاں سے جاتے ہی وہ سب سے پہلے شہیر کو طعنے دے گا جو اسے سوہا کے ساتھ کام کرنے کا کہہ رہا تھا۔اور اس کے بعد سوہا کی سب کے سامنے خوب عزت افزائی کر کے آفس سے نکالے گا۔ ہونہہ۔جبکہ شہیر خوش تھا کہ خاشیہ بے گناہ تھی اور اس کی ضمانت ہو گئی تھی مگر افسوس اس بات کا تھا کہ اسنے خاشیہ پر یقین نہیں کیا تھا۔"لیکن فی الحال آپ لوگ اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے۔آپ لوگوں کو یہ بتانے کا مقصد بس یہ تھا کہ ہمیں آپ کی مدد چاہیے سوہا کو بے نقاب کرنے میں اور اصل قاتل کا سراغ لگانے میں۔"ارمین نے کہا تو شہیر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا:"آپ بے فکر رہیں۔ہم اس بارے میں کسی کو پتہ نہیں چلنے دیں گے اور آپ کی مدد بھی کریں گے۔ہے ناں آبان؟"آبان جو کافی دیر سے غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا شہیر کے بلانے پر ہڑبڑاتے ہوتے اس کی طرف دیکھا:"ہاں-- کیا کہہ رہے ہو؟"شہیر کا

www.novelsclubb.com

جی چاہا تھا اپنا سر پیٹ لے۔"ہم لوگ کسی کو بھی سوہا کے بارے میں نہیں بتائیں گے اور اس کیس میں ان کی مدد کریں گے۔"شہیر کے سمجھانے پہ اسنے اس کی طرف دیکھا:"مدد کرنے تک تو ٹھیک ہے مگر یہ نہ بتانے کی کیا تک ہے میں نے تو سوچا کہ میں اس کی انسلٹ کر کے آفس سے نکلواؤں گا۔"اب کی بار ان تینوں کا ہی جی چاہا تھا کہ اپنا سر پیٹ لیں۔"نہیں مسٹر آبان۔آپ ابھی کسی کو نہیں بتائے گے جب سچ سامنے آجائے گا تو جیسے مرضی آفس سے نکالیں۔"حسن نے لب دباتے ہوئے تھوڑے سنجیدہ انداز میں کہا۔اسے یاد تھا کہ ایک وقت میں وہ بھی ایسے ہی باتیں کیا کرتا تھا اور پھر ایس پی داؤد اسے سیدھا کر کے رکھ دیتے تھے۔اسنے بھی ابھی ان کے ہی انداز میں کہا تھا۔پھر حسن اور ارمین کچھ دیر بعد آٹھ کر چلے گئے تھے اور شہیر نے آبان کی گردن پہ ہاتھ ڈال لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

....

:ایک رات پہلے

کیا بکواس ہے یہ ؟تم سے ایک کام کہا تھا تم وہ بھی ڈھنگ سے نہیں کر سکی۔پہلے تم" نے اس کے وکیل کا ایکسیڈنٹ کروایا اور وہ زندہ بچ گیا۔پھر اس کی ضمانت بھی ہو گئی۔کیا اس لیے پیسے دیتا ہوں میں تمہیں۔"اس نے چیختے ہوئے سوہا سے کہا۔پہلے تو اسکی آواز سن کر اس کا دل کانپ گیا تھا پھر خود کو مضبوط کرتے ہوئے بولی:"مجھے نہیں چاہیے تمہارے پیسے۔میں خود کما لیتی ہوں اور پچھلے دو سالوں سے جو بھی کرتی آرہی ہوں صرف تمہارے پہ کر رہی ہوں مگر اب نہیں ہو گا مجھ سے۔تم کسی اور سے کروالو یہ سب۔"اس کے کہنے پر اسنے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔"اچھا تو مس سوہا پیسے کما لیتی ہیں تو انھیں میرے پیسوں کی ضرورت نہیں تھی۔مطلب وہ اپنا

اسٹیٹس ہائی میری مدد کے بغیر کر سکتی تھیں۔انٹرسٹنگ۔اور کیا کہا تم نے میرے کہنے پہ کر رہی ہو۔کیا تم شہیر سے شادی نہیں کرنا چاہتی یا وہ اسپورٹس ڈے والے جذبات مر چکے ہیں۔" مذاق اڑاتے ہوئے پوچھا گیا۔"تمہارے پیسوں سے امیر نہیں ہوئی میں۔میں نے محنت کی تھی ان پیسوں کو کمانے کیلیے۔وہ سب کام کیے جو میں نہیں کرنا چاہتی تھی۔حرام ہی سہی میرے کمائے ہوئے پیسے ہیں۔اپنے باپ کے پیسوں پر زندگی نہیں گزار رہی میں۔" دھیمے لہجے میں گویا وضاحت دی ہو۔ جیسے کوئی چھوٹا بچہ اپنی غلطی کو جسٹیفائی کرتا ہے۔ مگر یہ غلطی نہیں گناہ تھا۔"ہونہہ۔واہ! بہت اچھی جسٹیفکیشن دی ہے تم نے اپنے گناہوں کی۔اب اگر یہی سب کچھ میں جا کر پولیس کو بتادوں یا کسی طرح پولیس تک یہ بات پہنچ جائے تو تم دیکھنا کہ وہ تمہارے محنت سے کمائے ہوئے پیسوں کی کتنی بڑی سزا دیں گے۔" وہ طنز سے باز نہیں آیا تھا۔تو سوہا بھی بھڑک کر بولی:"اگر کوئی مجھے اریسٹ کرے گا تو تم بھی جیل ہی جاؤ گے کیونکہ میں نے آج تک جو کچھ بھی کیا تمہارے ہی کہنے پر

www.novelsclubb.com

کیا۔ بلکہ اسپورٹس ڈے پہ تو تم بھی ان دونوں کو حسد سے ہی دیکھ رہے تھے ناں۔ تم ہر چیز میں برابر کے شریک رہے ہو۔"اس نے پھر سے قہقہہ لگایا:"اچھا واقعی تو تم مجھے دھمکی دے رہی ہو لیکن شاید تم ایک بات بھول رہی ہو کہ جیسے تم نے دونوں وکیلوں اور تفتیشی افسر کو خریدا تھا۔ ویسے ہی میرے باپ کے بھی پیسے کافی ہوں گے کسی کو بھی خریدنے کے لیے۔ کیونکہ یہ پاکستان ہے۔ یہاں جس کے پاس ڈھیروں پیسہ ہوتا ہے قانون اس پر لاگو نہیں ہوتا۔" صاف گوئی سے جواب دیا گیا۔

....

رات کے پہر کشف اور کامران اپنے گھر کے لاؤنج میں بیٹھے مووی دیکھ رہے تھے اور ساتھ ہی اسنیکس سے لطف اندوز بھی ہو رہے تھے جب کشف بولی:

"کامران! آپ کو برا تو نہیں لگا میرا خاشیہ کو جاب کی آفر دینا؟" کامران نے اپنے موبائل پہ آتی کال کاٹتے ہوئے کہا: "بالکل بھی نہیں۔ آفس تمہارا ہے تم جسے چاہو رکھو، جسے چاہو نکالو۔ اور خاشیہ تو تمہاری اچھی دوست ہے تمہیں اسکی مدد کرنی چاہیے۔" اسنے رسان سے کہا۔ "ہمم تھینک یو سو مچ۔ اب آپ کال ریسیو کر لیں کافی دیر سے آ رہی ہے۔" موبائل پہ دوبارہ سے آتی کال کی آواز سن کر کشف نے کہا۔ وہ اچھا کہہ کر باہر لان میں چلا گیا اور کال اٹھاتے ہوئے فون کان سے لگایا:

" کہو۔ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟" کال پہ دوسری جانب موجود شخص نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لیتے ہوئے کہا: "ہمارا مسئلہ تو آپ ہیں جناب۔" کامران نے غصے سے لب چباتے ہوئے کہا: "یہ چیپ ڈائیلاگز کسی اور کے سامنے بولنا۔ کس لیے کال کی ہے تم نے؟" اس نے بھی سگریٹ پھینکتے ہوئے اپنے جوتے کی

www.novelsclubb.com

نوک سے مسلا۔ "آج تم خاشیہ سے ملے تھے ناں اور اپنی بیوی کے کہنے پر تم نے اسے اپنے آفس میں جاب بھی دے دی۔ وجہ پوچھ سکتا ہوں اس کی؟" رعب دار انداز میں پوچھا گیا۔ "بالکل بھی نہیں۔ تم وجہ پوچھنے کا حق کھو چکے ہو اور اب پیچھا چھوڑ دو اس کا۔ پہلے ہی اسکی ساری زندگی تباہ کر چکے ہو تم۔" کامران نے غصے سے جواب دیا۔ "تمیز سے بات کرو تم مجھ سے ورنہ میں تمہاری بیوی کو بتا دوں گا کہ اس کی ایک دوست کو اس کی شادی پہ نہ آنے اور اسکی زندگی سے دور ہو جانے کا اس کے شوہر نے ہی کہا تھا اور یہ بھی کہ اسکا شوہر کسی حد تک اس کی دوسری عزیز ترین دوست کی زندگی برباد کرنے میں حصے دار رہا ہے۔" گویا دھمکی دی گئی ہو۔ کامران نے کوئی بھی جواب دینے کی بجائے کال کاٹ دی۔ "اس سے پہلے کے تم میری زندگی بھی تباہ کرو کل صبح میں خاشیہ کو سارا سچ بتا دوں گا اور یہ کھیل ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔ اب مزید یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکتا ہوں میں۔ بس اللہ اس

www.novelsclubb.com

کھیل کے اثرات میری زندگی پہ نہ پڑیں۔میں یہ افورڈ نہیں کر سکتا۔"اس نے دل میں کہا اور موبائل جیب میں ڈالتا ہوا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

....

خاشیہ،ارمین کے گھر میں اس کمرے میں بیٹھی تھی جو اسے دیا گیا تھا۔اس کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا تھا جو اسنے یونیورسٹی سے واپسی پر خریدا تھا اور کانوں پہ ہیڈ فون پہنا ہوا تھا۔دو سال پہلے جو رقم اس کے بینک میں جمع تھی وہ اب بھی اتنی ہی تھی۔ ان پیسوں سے اس نے آرام سے تمام ضروری چیزیں لے لی تھیں۔"جیسے ہی کال کٹی تھی اس نے ہیڈ فون اتار کے ٹیبل پہ رکھا۔"تو میرا شک ٹھیک تھا۔یہ تم ہی تھے جس نے عنایہ کا قتل کر کے اسکے قتل کا الزام مجھ پہ ڈالا اور سوہا کے ساتھ مل کر میرا

www.novelsclubb.com

بریسلٹ وہاں رکھا لیکن تم یہاں پر ہی نہیں رکے تم نے چچا، چچی کو بھی انوالو کر لیا تاکہ مجھے گھر کی یا پیسوں کی کوئی اسپورٹ نہ ملے اور وہ کیوں نہ تمہارا ساتھ دیتے پیسوں میں تو ویسے ہی بہت کشش ہوتی ہے۔ لیکن تم سب ایک بات بھول گئے تھے جس دن خاشیہ ابراہیم جیل سے باہر آئے گی اس دن کہانی بدل جائے گی۔ اور دیکھو کہانی بدل گئی۔ جو کوئی نہیں کر سکا وہ میں نے کر لیا۔ تمہارا موبائل ہیک کرنا جتنا بھی مشکل ہو لیکن آئی ٹی میری فیلڈ ہے اور میں اس میں ماہر ہوں۔ اسی لیے تو تم ہمیشہ مجھ سے ہار جاتے تھے اشعر۔" خاشیہ نے کہتے ہی دو چار بٹن دبانے کے بعد لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کر دیا۔

www.novelsclubb.com

••

سورج طلوع ہوتے ہی سب لوگ اپنے اپنے کاموں کو نکل گئے۔ ایس پی حسن کے کہنے پر شہیر نے وائس ریکارڈرز آبان کو دے دیئے تھے تاکہ وہ سوہا کے آفس اور گاڑی پر لگا دے۔ جس سے وہ اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھ سکیں۔ جبکہ خود وہ زینیا سے ملنے چلا گیا تھا۔ بہت دن ہو گئے تھے وہ فاؤنڈیشن نہیں جا سکا تھا۔ ابھی اس نے فاؤنڈیشن میں قدم رکھا ہی تھا کہ اسے گارڈن سے کچھ آوازیں آنے لگیں۔ وہ آواز کی سمت بڑھا۔ وہاں زینیا کے پھول "خوشی" کے پاس زینیا اور ایک لڑکی کھڑی تھی۔ اس کی پشت شہیر کی طرف تھی۔ زینیا اسے اپنے پھول کے بارے میں بتا رہی تھی۔ وہ اسے پشت سے ہی پہچان گیا تھا۔ سبز رنگ کا سوٹ پہنے وہ اسی گارڈن کا حصہ لگ رہی تھی۔ جبھی وہ مڑی اور اسے دیکھ کے ٹھہر گئی۔ دونوں ہی خاموش تھے۔ دو سال بعد ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ زینیا ان دونوں کے درمیان آئی اور چہکتے ہوئے بولی: "انکل! ان سے ملیں۔ یہ خاشیہ آنٹی ہیں، مما کی دوست جو جیل میں ان کے ساتھ تھیں۔ یہ مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ یہ

www.novelsclubb.com

مجھے اپنے ساتھ لے جائے گی۔ مجھے تو بہت مزہ آئے گا۔" شہیر نے زینیا کی بات سنتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔ "کیا مطلب؟ یہ آپ کو کہاں لے کر جائے گیں؟" اسنے تعجب سے پوچھا۔ "اپنے گھر۔ اور اس بات کی اجازت مجھے اسکی ماں نے دی ہے۔" خاشیہ نے جواب دیا۔ "لیکن آپ کل ہی جیل سے آئی ہیں آپ کدھر رہ رہی ہیں؟ اپنے گھر سے مراد؟" اسے، اس کا انداز جتاتا ہوا لگا تھا جبکہ وہ بس جاننا چاہتا تھا کہ وہ سکون سے تو رہ رہی ہے ناں۔ "آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جلد ہی اپنے کیس سے فارغ ہو کر زینیا کی ایڈاپشن کا نوٹس لے کر آؤں گی آپ کے پاس۔ پھر آپ تو کیا کوئی بھی شخص مجھے زینیا کو یہاں سے لے جانے سے نہیں روک سکے گا۔" اسنے تلخیہ لہجہ اپنایا۔ "زینیا یہاں پر سکون سے رہ رہی ہے۔ اسے کسی بھی قسم کی پریشانی نہیں ہے۔ پھر آپ کیوں اسے ایڈاپٹ کرنا چاہتی ہیں جبکہ اس کی ماں بھی ابھی زندہ ہے۔" اس نے عام الفاظ میں پوچھنا چاہا۔ "میں وہ کر رہی ہوں جو مجھے سائرہ یعنی زینیا کی ماں نے کہا ہے۔ اور قید، قید ہی ہوتی ہے۔ وہاں

www.novelsclubb.com

کوئی بھی سکون سے نہیں رہ سکتا۔" آخر میں لہجہ مزید تلخی اختیار کر گیا تھا۔ شہیر نے مزید بھی کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اسکی آخری بات سن کر چپ ہو گیا تھا۔ اگر اسے ایس پی حسن نے نہ منع کیا ہوتا تو وہ اسے بتا دیتا کہ وہ اس کی بے گناہی جانتا ہے۔

خاشیہ نے مزید کچھ بھی کہے سنے بغیر زینیا کو پیار کیا اور وہاں سے چلی گئی۔ یہ وہ وعدہ تھا جو اسنے سائرہ سے کیا تھا کہ سائرہ اس کے لیے ایک اچھا وکیل رکھ کر اس کی ضمانت کروائے گی اور وہ اس کی بیٹی کو ایڈاپٹ کر لے گی۔ تاکہ زینیا کو کسی یتیم خانے میں قیدیوں جیسی زندگی نہ گزارنی پڑے۔ کیونکہ صرف ایک قیدی ہی دوسرے قیدی کا درد اور اذیت سمجھ سکتا ہے۔ سائرہ نے اپنے شوہر کے روز روز کے ظلم اور مار پیٹ سے تنگ آکر ایک دن اس کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ وہ تو مر گیا لیکن اس کے بعد سے اسے اور اس کی بیٹی کو قیدیوں سی زندگی گزارنی پڑی رہی تھی۔ وہ خود تو اس جیل سے نہیں نکل سکتی تھی لیکن اپنی بیٹی کو نکال سکتی تھی۔ اس لیے اس نے خاشیہ کی مدد کرنے کا سوچا۔

www.novelsclubb.com

....

اب اس کا رخ آفس کی طرف تھا جو اسے آج ہی جوائن کرنا تھا۔ وہ آفس میں داخل ہوئی تو اسے سامنے ہی کشف نظر آئی جو کسی کو ہدایات دے رہی تھی۔ خاشیہ کو دیکھتے ہی اسے جانے کا کہا اور خود خاشیہ کے پاس آگئی۔ "السلام علیکم خاشیہ! کیسی ہو؟" کشف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "وعلیکم السلام! بالکل ٹھیک ہوں۔ اور تم کیسی ہو؟" اسنے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "میں بھی بالکل ٹھیک ہوں۔ آؤ! تمہیں تمہارا آفس دکھاتی ہوں۔" پھر وہ اسے اپنے ساتھ ایک شاندار آفس میں لے آئی۔ "یہ تمہارا آفس ہے۔ تم یہاں پر مینیجر کے طور پہ کام کرو گی۔ تمہارے سامنے والے آفسز میں سے لیفٹ سائیڈ والا میرا اور رائٹ سائیڈ والا آفس کامران

کا ہے۔"اس کے بتانے پر خاشیہ نے پوچھا:"تم نے میرے آنے سے پہلے کسی اور کو تو ہائیر کیا ہی ہوگا مینیجر کی پوسٹ کے لیے۔تو اسکا کیا بنا؟"کشف نے رسان سے جواب دیا:"نہیں۔دراصل ابھی تک ہم نے کسی کو بھی ہائیر نہیں کیا تھا کوئی بھی اس پوسٹ کے لیے قابل نہیں لگا تھا ہمیں۔اچھا اب میں چلتی ہوں مجھے کچھ کام ہیں۔تم ابھی ٹیبل پہ پڑی فائلز دیکھ لو پھر میں تھوڑی دیر میں آ کے تمہیں باقی کا کام بتا دیتی ہوں۔"اتنا کہہ کر وہ چلی گئی اور کشف نے اپنی چیئر پہ بیٹھتے ہوئے کام کا آغاز کیا۔تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب دروازہ ناک ہوا اور کامران اندر آیا۔"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے خاشیہ۔"کامران نے کہا۔"ہاں کہو۔"اسنے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔"دراصل--وہ-----تمہارے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا اسکے پیچھے اشعر ہے۔"کہتے ہی اسنے گہرا سانس لیا۔گویا منوں بوجھ کندھے سے اترا ہو۔"ہاں جانتی ہوں۔"اس نے رسان سے جواب دیا جبکہ اسے زوروں کا جھٹکا لگا۔"کیا مطلب؟"ناسمجھی سے پوچھا۔"مطلب کامران میں جانتی ہوں یہ سب

www.novelsclubb.com

کس نے کیا تھا اور کون کون اس میں شامل تھا۔ایکچولی میں نے کل اشعر کا فون ہیک کر لیا تھا اور تم دونوں کی پوری کال سن لی تھی۔"انتہائی صاف گوئی سے جواب دیا گیا۔"میں اسسب میں کہیں بھی شامل نہیں تھا۔بس میری غلطی یہ ہے کہ میں سچ جانتے ہوئے بھی خاموش رہا تھا اور میں عدالت میں جا کر سب کچھ بتانے کے لیے بھی تیار ہوں۔"اس نے اعتراف کیا۔"تم عدالت میں جا کر اعتراف کر و یانہ کرو میں تو سچ سب کو بتاؤ گی ہی اور میرے پاس تم دونوں کی کال ریکارڈنگ بھی سیو ہے۔"خاشیہ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔"خاشیہ! میں اس میں شامل نہیں رہا تھا بس میں سچ نہیں بتا پایا تھا کہ کہیں میں کشف کو نہ کھودوں۔اگر میں اشعر کے خلاف بولتا تو وہ کشف کو مجھ سے دور کر دیتا اور تم جانتی ہو کہ وہ ایسا کر سکتا تھا۔میں اب تمام اعترافات کرنے کے لیے اور تمہیں انصاف دلانے کیلئے تیار ہوں۔بس تم سے ایک ریکوئسٹ ہے۔"انتہائی مظلومانہ انداز میں کہا تھا۔"کیا؟"اس کے پوچھنے پر وہ بولا:"تم کبھی بھی اس بارے میں کشف کو کچھ نہیں بتاؤ گی اور نہ ہی اسے پتہ

www.novelsclubb.com

چلنے دو گی ورنہ وہ کبھی میری طرف دیکھے گی بھی نہیں۔"اس نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔

....

ناول: پارسا

بقلم: حبہ تحریم

آخری قسط

www.novelsclubb.com

ماضی:

پیپر دینے کے بعد جیسے ہی خاشیہ کمرا امتحان سے نکلی۔اسکے ٹھیک پیچھے سوہا بھی نکلی اور اس کی کلائی تھامتے ہوئے پوچھا:"پیپر کیسا ہوا؟"اس نے نامحسوس انداز میں بریسلٹ اتار کے اپنے بیگ میں ڈالا۔"ہاں الحمد اللہ اچھا ہوا ہے۔"خاشیہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"تمہارا تو ہمیشہ اچھا ہی ہوتا ہے۔اوکے میں چلتی ہوں مجھے ایک کام ہے۔"وہ کہہ کر چلی گئی۔عنایہ آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کے پچھلے حصے میں تھی جب اشعر نے اس کے منہ پہ رومال رکھتے ہوئے اسے آخری کمرے کی طرف کھینچنا شروع کیا۔اسنے بچاؤ کی کوشش میں اسکے گلوز والے ہاتھ نوچنے چاہے لیکن ناکام رہی۔وہ اسے گھسیٹتا ہوا کمرے میں لایا اور دروازہ بند کرنے کے بعد اسے چھوڑا۔اس نے مڑتے ہی اشعر کو دیکھا تو حیران رہ گئی۔"تت۔۔۔تم۔۔۔یہاں ۔۔چھوڑو مجھے میں نے کیا کیا ہے؟"اسنے ڈرے سہمے لہجے میں کہا تو اشعر کے پہ مکروہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔"تمہیں مارنے آیا ہوں،ڈئیر عنایہ!"وہ ڈرتے ہوئے پیچھے ہونے لگی۔وہ کرسیوں سے ٹکراتے ہوئے چیخنے کی کوشش کرتی

کمرے کے وسط میں پہنچ گئی تھی جب اس نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے رومال اس کے چہرے پہ باندھا۔ پھر ایک تیز دھار چاقو اسکے پیٹ میں دے مارا۔ خون کی چھینٹیں اس پہ پڑی لیکن اسے کوئی فرق نہ پڑا۔ لمحوں کا کھیل تھا۔ وہ درد سے بلبلا بھی نہ سکی۔ اور لڑکھڑاتے ہوئے فرش پہ گر گئی۔ اسی لمحے اشعر کے فون پہ پیغام آیا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ سوہا اندر داخل ہوئی اور اسے ایک بیگ پکڑایا۔ سب سے پہلے اس نے اپنی جیکٹ اتاری اور بیگ سے ویسی ہی ایک اور جیکٹ نکال کے پہنی جبکہ پرانی والی بیگ میں ڈال دی۔ سوہا نے عنایہ کو کراہیت سے دیکھا۔ اشعر کے ہاتھ سوہا کی طرف بڑھا۔ ے پر اسنے بریسلٹ اسکے ہاتھ پہ رکھ دیا۔ پھر اشعر نے بیگ سے ایک پرفیوم نما چھوٹی شیشی نکالی اور بریسلٹ پہ چھڑکنے لگا تاکہ اس سے سوہا کی انگلیوں کے نشانات مٹ جائیں۔ "اسے شک تو نہیں ہوا؟" اس نے بریسلٹ عنایہ کے پیچھے رکھتے ہوئے پوچھا تو سوہا نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "کسی نے دیکھا تو نہیں تمہیں؟" اس نے پھر نفی میں سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے اب

www.novelsclubb.com

نکلو۔" موبائل پہ ایک نگاہ ڈالتا ہوا وہ اسے ساتھ لیے باہر نکلا اور اسے شہریار اور خاشیہ کے چچا، چچی کو کال کرکے بلانے کا کہہ کر خود پچھلے حصے کی طرف چل دیا۔ جہاں کچھ دیر بعد ہی ایک لڑکا آیا۔ "کیمراز آف کر دیے تھے؟" اشعر نے اسے بیگ تھماتے ہوئے کہا۔ "جی بھائی! جیسا آپ نے کہا تھا۔ میں نے ویسا ہی کیا ہے۔ اس کاریڈور، کلاس روم اور بیک سائیڈ پر جگہ کے کیمراز کر دیے تھے۔" اسنے وضاحت دیتے ہوئے جوش میں کہا۔ "گڈ! اب اس بیگ کو کہیں دور لے جا کر آگ لگا دینا لیکن اس سے پہلے اپنے پیسے اس میں سے نکال لینا۔" اس نے جلدی جلدی کہتے ہوئے وہاں سے جانے کی کی۔ پھر آگے بڑھتے ہوئے اپنا موبائل نکال کے پولیس آفیسر کو کال کرتے ہوئے ہدایات دینی شروع کی۔ "کیمراز کی ریکارڈنگ مانگنا، وہ خراب ہیں۔ مسئلہ نہیں بنے گا۔ اور ڈیڈ باڈی کے پیچھے بریسلٹ ہے۔ ویسے تو میں نے فنگر پرنٹس ریموو کر دیے تھے لیکن تم ایک بار فرانزک لیب

www.novelsclubb.com

بجھوانے سے پہلے خود بھی صاف کر لینا اور چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اسے آج ہی گرفتار کر کے لے کر جانا۔"

. . . .

آسمان پر گہرے بادل تھے۔ سورج ان ہی بادلوں کے پیچھے چھپا تھا۔ "جج صاحب! میں مقتولہ عنایہ درانی اور ملزمہ خاشیہ ابراہیم کے کلاس فیلو کامران یوسف کو کٹہرے میں بلانے کی اجازت چاہتا ہوں۔" سہیل مراد نے کاروائی جج کی اجازت مانگی۔ جج کے اجازت دینے پر کامران کٹہرے میں آ کھڑا ہوا۔ پھر اس سے قرآن پہ حلف لیا گیا۔ "جی! سب سے پہلے تو یہ بتائیں کہ کیا آپ قتل کے وقت وہاں موجود

تھے ؟" پہلا سوال کیا۔ "نہیں۔ میں وہاں موجود نہیں تھا لیکن بہت کچھ ایسا ہے جو میں جانتا ہوں۔ اور عدالت کو بھی بتانا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا تو وکیل نے بات جاری رکھنے کا کہا۔ اس نے گہری سانس بھری۔ "اشعر، خاشیہ کو پسند کرتا تھا۔ اس نے خاشیہ کو پرپوز بھی کیا تھا مگر خاشیہ نے انکار کر دیا۔ جسے اس نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا تھا۔ اس دن کے بعد سے وہ اکثر ہی خاشیہ کو طرح طرح سے تنگ کرتا تھا۔ میں نے اسے سمجھایا تھا لیکن اس نے میری نہ سنی۔ بات سیر ئیس اسپورٹس ڈے والے دن ہوئی تھی۔ میں نے، اشعر اور سوہا نے خاشیہ کو شہیر کے ساتھ دیکھا تھا۔ ان دونوں کو ہی وہ منظر برا لگا تھا کیونکہ سوہا بھی شہیر کو پسند کرتی تھی۔ اور اشعر خاشیہ کو کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ عنایہ نے بھی اسی دن اسے وارن کیا تھا کہ وہ خاشیہ سے دور رہے۔ اس لیے اس نے سوچا کہ وہ ان دونوں کے درمیان کا لنک یعنی عنایہ کو ختم کر دے اور پھر اس کے قتل کا الزام خاشیہ پر لگا دے۔ اس طرح وہ دونوں کبھی ایک نہیں ہو سکیں گے۔ اس نے سوہا کو اپنے ساتھ ملایا۔ جس نے پیپر

www.novelsclubb.com

ختم ہونے کے بعد خاشیہ کا بریسلٹ لے کر اسے دیا اور اس نے عنایہ کا قتل کیا۔" وہاں موجود ہر شخص کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ پہلے سے ہی اس سب سے واقف ہوں سوائے مسز درانی کے۔ وہ شاک کے عالم میں تھیں۔ شہیر آدھی بات انھیں گھر پہ بتا چکا تھا لیکن پھر بھی اپنی لاڈلی بیٹی کے قتل کا منصوبہ یوں سن کر افسوس ہوا تھا۔ شہیر کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں۔ "ٹھیک ہے۔ اب آپ واپس اپنی جگہ پر جا سکتے ہیں۔ اگر میرے مخالف وکیل نے کوئی سوال نہ کرنا ہو۔" سہیل مراد نے کہتے ہوئے دوسرے وکیل کی طرف دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ کامران اپنی جگہ پر چلا گیا۔ "جج صاحب! اب میں ایک اور اہم گواہ کو کٹہرے میں بلانے کی اجازت چاہتا ہوں۔" سہیل مراد نے ادب سے پوچھا۔ جج کے "اجازت ہے" کہنے پر ایک لڑکا کٹہرے کی طرف بڑھا۔ یہ وہی تھا جسے اشعر نے بیگ دیا تھا۔ اس نے آتے ہی حلف لینے کے بعد سہیل مراد کے پوچھنے پر اپنی اور اشعر کی ملاقات تفصیلاً بتائی۔ وہ یونیورسٹی میں سی سی ٹی وی کی ریکارڈنگز سنبھالتا

www.novelsclubb.com

تھا۔اسی لیے یہ کام اشعر نے اسے دیا تھا اور بدلے میں اچھی خاصی رقم بھی دی تھی۔"جج صاحب! جیسا کہ آپ سب کچھ سن چکے ہیں۔یہ وہ بیگ ہے جسمیں اشعر کی خون آلود جیکٹ اور انگلیوں کے نشانات مٹانے والا کیمیکل بھی موجود ہے۔"سہیل مراد نے بیگ پکڑاتے ہوئے کہا۔اور ساتھ ہی سوہا کے آفس اور گاڑی میں لگائے جانے والے وائس ریکارڈز کی ریکارڈنگز اور اشعر کی وہ تمام کال ریکارڈنگز جو خاشیہ کے پاس تھی جمع کروائی۔اس بار بھی دوسرے وکیل نے کوئی سوال نہ کیا۔کچھ دیر مزید جرح کے بعد جج نے اپنا فیصلہ سنانا شروع کیا۔"تمام گواہان اور ثبوتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت ملزمہ خاشیہ ابراہیم کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے باعزت بری کرتی ہے اور۔۔۔۔۔"الفاظ تھے یا جنت کی نوید۔ اس کے لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ دوڑ گئی۔دل میں ٹھنڈی پھوار سی پڑ گئی۔بلآخر دو سال بعد اسے انصاف مل گیا تھا۔جج مزید بھی کچھ کہہ رہے تھے لیکن اسنے نہ سنا۔شہیر اسی کی طرف دیکھ رہا تھا اور اسے مسکراتا دیکھ کہ وہ بھی مسکرانے

www.novelsclubb.com

لگا اور دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔ مسز درانی نے ایک نظر شہیر کو دیکھا پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں خاشیہ کو دیکھا۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھیں۔

عدالت نے اشعر اور سوہا گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ عدالت سے حکم ملتے ہی حسن کی نگرانی میں پولیس انھیں گرفتار کرنے کے لیے روانہ ہو گئی۔ کامران نے اصل مجرموں پر دو سالوں سے پردہ رکھا تھا اس لیے اسے بھی گرفتار کرنے کا حکم دیا مگر خاشیہ کے معاف کر دینے پر گرفتاری نہ ہوئی۔ تفتیشی افسر کو معطل کر دیا گیا۔

www.novelsclubb.com

اور کافروں نے چال چلی اور اللہ تعالیٰ نے بھی (چال) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ "سب خُفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔"

(سورہ آل عمران: آیت نمبر 54)

. . . .

. . . .

خاشیہ ! سائرہ ہاسپٹل میں ہے۔وہ تم سے ملنا چاہ رہی ہے۔"کمرۂ عدالت سے نکل کر وہ ارمین کے پاس آئی تھی جس نے اسے سائرہ کی خبر دی۔"ک۔۔۔کونسے ہاسپٹل ؟"اس نے حیرت سے پوچھا۔"آؤ میرے ساتھ۔"ارمین کہتے ہوئے اسے ساتھ لے گئی۔شہیر اسکے پاس ہی آنے لگا تھا لیکن اسے جاتے دیکھ کر رک گیا۔اسکے پیچھے کھڑی مسز درانی نے پوچھا۔"یہ کیا ہے شہیر ؟تم اس لڑکی کے پیچھے کیوں پھر رہے ہو؟"اسنے مڑ کے ان کی طرف دیکھا اور کہا:"ممی ! آپ کو اب بھی سمجھ نہیں آیا۔میں اس سے محبت کرتا ہوں۔پہلے صرف شہریار بھائی کے فورس کرنے پر رکا تھا۔جس کا مجھے اب تک افسوس ہے مگر اب نہیں اب تو سب کچھ

سامنے آچکا ہے۔" وہ اسے انکار کرنا چاہتی تھیں۔جب کامران نے آتے ہوئے کہا :"آنٹی! کیا آپ جانتی ہیں عنایہ نے اشعر کو کیوں وارن کیا تھا؟" ان دونوں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔"کیوں؟" مسز درانی نے پوچھا۔"کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ خاشیہ اور شہیر کی شادی ہو جائے۔" یہ غیر متوقع تھا۔"اس نے جب اشعر کو خاشیہ سے دور رہنے کا کہا تھا تو میں وہیں پر تھا۔میں نے بعد میں اس سے پوچھا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کہا تو اس نے کہا کہ وہ چاہتی ہے خاشیہ کی اسکے بھائی شہیر سے شادی ہو۔وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے ہیں۔اور جب میں نے ان دونوں کو ساتھ دیکھا تھا تو میرے دل نے بھی اس بات کی گواہی دی تھی کہ انھیں ایک ہونا چاہیے۔آپ کو ان کی خوشی کے لیے خاشیہ سے بات کرنی چاہیے۔"کامران نے کہا تو انھوں نے بھی حامی بھری۔شاید یہ ایسے ہی ہونا تھا اور پھر یہ عنایہ کی خواہش تھی وہ رد کیسے کر سکتی تھیں۔"ممی! آپ گھر جائیں۔مجھے یہاں خاشیہ کا کچھ پیپر

ورک کمپلیٹ کروانا ہے۔" اسنے گاڑی کی چابی انھیں پکڑاتے ہوئے کہا اور خود ایک جانب چل دیا۔

. . . .

وہ ہسپتال پہنچتے ہی ارمین کے ساتھ اس کمرے میں گئی جہاں سائرہ مشینوں اور نالیوں کے ساتھ جکڑی ہوئی تھی۔اس نے اس کے ڈرپ لگے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔اسنے دھیرے سے آنکھیں کھولتے ہوئے خاشیہ کو دیکھا۔" خاشیہ ! تم ایک بہت ہی اچھی لڑکی ہو۔یہ میں نے پہلی نظر میں ہی جان لیا تھا۔اسی لیے میں نے اپنی بیٹی کی ذمے داری تمہیں سونپی تھی۔مجھے یقین ہے کہ تم اس کا مجھ سے بڑھ کر

خیال رکھو گی۔اسے اپنے جیسا مضبوط بنانا۔جو میں اسے نہیں دے سکی وہ تم دے سکتی ہو۔اسکی ماں بن کر اسکا خیال رکھنا۔" یہ اسکے آخری الفاظ تھے۔اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ مشین کی ٹون ٹون سنائی دینے لگی۔ڈاکٹرز اندر آئے۔ ارمین نے خاشیہ کو ایک طرف کیا۔ڈاکٹرز نے اس کے مردہ ہونے کی تصدیق کی تو خاشیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ارمین خاموش کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"مگر سائرہ کو ہوا کیا تھا؟ وہ تو ٹھیک تھیں۔"اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کافی دنوں سے بیمار تھی لیکن کسی کو بتایا نہیں تھا۔ڈاکٹرز کے مطابق اسے برین ٹیومر تھا مگر وہ ابھی قابلِ علاج تھا۔پتہ نہیں کیسے اچانک اسکی طبیعت اتنی بگڑ گئی۔ میں عدالت میں ہی تھی جب مجھے کال آئی کہ اسے ہاسپٹل لائے ہیں اور وہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔"ارمین کے بتانے پہ اس نے سرد آہ بھری اور اسکی مغفرت کی دعا کی۔

www.novelsclubb.com

....

پچھلی رات:

خاشیہ نے ارمین سے کہا تھا کہ وہ اس سے اور سہیل مراد سے کیس کے متعلق بات کرنا چاہتی ہے۔ جس پر انھوں نے حسن کا بھی بتایا اور ان دونوں کو اپنے گھر بلا لیا تھا۔ "کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ عنایہ کا قتل کس نے کیا تھا؟" اس نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ یقیناً وہ کچھ بہت اہم بتانے والی تھی۔ "میرے چچا چچی وہاں کیسے آئے تھے؟ اور شہریار بھائی؟" وہ اب بھی خاموش تھے۔ "اچھا! کیا آپ کو پتہ ہے آپ کا ایکسیڈنٹ کس نے کروایا تھا؟" اس نے اب سہیل مراد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ انھوں نے نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔مجھے نہیں معلوم آپ کیا جانتی ہیں۔بتائیں۔" سہیل مراد نے پوچھا۔ "اشعر نے کیا تھا عنایہ کا قتل۔سوہا کے ساتھ مل کر اور آپ کا ایکسیڈنٹ سوہا نے کروایا تھا۔میرے چچا چچی کو وہاں لانے والی چیز پیسہ تھی جو مجھ سے جان چھڑانے کے بعد انھیں ملنا تھا اور آپ لوگوں کو لگتا ہے کہ شہریار بھائی بھی اس میں انوالو تھے۔غلط لگتا ہے۔انھیں استعمال کیا گیا تھا تاکہ کوئی مجھے غصے میں جیل بھجوا سکے۔ پھر باقی کا کام تو وکیلوں اور تفتیشی افسر نے کر لیا تھا۔" اسنے تفصیلاً بتایا۔"اور یہ سب آپ کیسے جانتی ہیں؟"حسن نے استفسار کیا۔"میں نے اشعر کا موبائل ہیک کیا تھا اور اس کا بیسٹ فرینڈ کامران میری دوست کشف کا شوہر ہے۔اس نے بھی بتایا ہے مجھے۔وہ اس بارے میں پہلے سے جانتا تھا اور عدالت میں گواہی دینے کے لیے تیار ہے۔"اس کے بتانے پہ ارمین نے پوچھا۔"باقی سب کی تو سمجھ آ رہی ہے مگر اشعر کی وجہ؟"حسن اور سہیل نے بھی اسکی طرف دیکھا۔"وہی جو سوہا کی ہے۔"اس نے مبہم انداز میں کہا۔"مطلب؟ کیا وہ آپ کو پسند کرتا تھا یا عنایہ کو

www.novelsclubb.com

کیونکہ سوہانے تو شہیر کے لیے کیا تھا۔" پوچھنے والا حسن تھا۔" وہ مجھے پسند کرتا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا تھا۔ عنایہ اور کامران اس بارے میں جانتے تھے۔" خاشیہ نے بتایا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ ایک تو یہ محبت میں ناکام انا پرست لوگ۔" اگر ہم عدالت میں یہ سب کچھ پیش کر دیتے ہیں تو کیس حل ہو جائے گا۔ بس ایک مسئلہ ہے اگر عدالت میں یہ پتہ چل جاتا ہے کہ خاشیہ نے اشعر کا موبائل ہیک کیا تھا اور کال ریکارڈز نکالا تھا تو اس پر جرمانہ ہو سکتا ہے اور بین بھی۔" سہیل مراد نے مسئلہ بتایا۔" اس کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں عدالت میں وہ ثبوت پولیس کی طرف سے جمع کرواؤں گا تو پھر کچھ نہیں ہو گا۔" حسن نے کہا تو ارمین بولی: ہاں یہ ٹھیک رہے گا بس اب شہیر کو جو وائس ریکارڈرز دیے تھے ان کی ریکارڈنگ لینی ہے۔" حسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا:" وہ میں لے لوں گا۔ اب ہم چلتے ہیں۔ کل عدالت میں ملاقات ہو گی۔" یہ کہہ کر وہ اور سہیل مراد اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ دیے۔

ان کے جاتے ہی خاشیہ نے پوچھا: "شہیر سے کونسی ریکارڈنگز لینی ہیں؟" ارمین نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا: "اس نے سوہا کے آفس میں وائس ریکارڈر لگایا تھا کیس میں مدد کے لیے۔ ایکچولی اسکے ساتھ آبان بھی تھا اسکا دوست۔ اب تم سو جاؤ صبح جلدی جانا ہے۔" وہ اپنے کمرے میں چلی گئی تو اسنے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"" وہ ایسا کیوں کرے گا؟ میری مدد کس خوشی میں؟

. . . .

www.novelsclubb.com

پیپر ورک مکمل کروانے کے بعد شہیر اپنے آفس آگیا تھا۔ جہاں اسے تنگ کرنے کے لیے آبان آگیا تھا مگر وہ اکیلا نہ تھا۔ حسن بھی اسکے ساتھ آیا تھا۔ ان چند دنوں

میں ان تینوں کی گہری دوستی ہوگئی تھی۔ کل ہی خاشیہ سے سب معلوم ہونے کے بعد حسن نے پہلی کال شہیر کو ہی کی تھی اور اسے ساری تفصیلات سے آگاہ کیا تھا۔ "سنا ہے کسی نے اپنے ہی وکیل کو خریدا ہے۔" یہ شوخ جملہ حسن نے کہا تھا۔ اس نے میز پہ رکھی فائلز سے نظریں ہٹاتے ہوئے ان دونوں کو گھورا لیکن سامنے کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ "ارے کسی نے تو پیپر ورک بھی خود کمپلیٹ کروایا ہے۔" آبان نے آنکھوں میں شرارتی چمک کے ساتھ کہا۔ "ہاں ناں! اور اپنی والدہ کو صفائیاں بھی پیش کی ہیں۔" وہ دونوں آرام سے صوفوں پہ بیٹھ کے اسے چھیڑ رہے تھے۔ "اور رشتے کے لیے بھی راضی کر لیا۔" آبان نے لقمہ دیا۔ "عدالت میں فیصلہ ہونے کے بعد مسکرا کر دیکھ بھی رہے تھے۔ ویسے میں سوچ رہا تھا وہ وکیل پوری سماعت میں ایک بار بھی بولا کیوں نہیں؟ پہلے تو زبان ہی بند نہیں ہوتی تھی۔" حسن نے حیرت سے کہا۔ "اچھا تو پھر پتہ چلا کہ وہ کیوں نہیں بولا۔" آبان نے پوچھا۔ "دراصل اسے کسی نے خرید لیا تھا۔" حسن نے بتاتے ہوئے ایک نگاہ

www.novelsclubb.com

شہیر پہ ڈالی۔ "کیا تم لوگ اپنا یہ ڈرامہ بند کر سکتے ہو؟" شہیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔" بیک وقت دونوں نے جواب دیا۔ "مطلب ایسے نہیں جاؤ گے۔ خریدا نہیں تھا میں نے اپنے وکیل کو بس اسے اتنا کہا تھا کہ وہ سماعت کے دوران خاموش رہے ورنہ اس کے بک جانے کا عدالت میں بتادوں گا۔اس نے آگے سے پیسے مانگ لیے۔اور وہ دو سال میری وجہ سے جیل میں رہی ہے میں اسکے لیے اتنا تو کر ہی سکتا تھا کہ پیپر ورک کمپلیٹ کروادوں۔" وضاحت دیتے ہوئے کہا ۔"اچھا اور اس کے پرانے وکیل کو کیوں خریدا تھا؟" حسن نے پھر پوچھا۔ "تاکہ اگر اس کے پاس کوئی ثبوت ہے تو وہ بھی دے دے۔اشعر اور سوہا اریسٹ ہو گئے؟ اور تم دونوں کے پاس کرنے کو کوئی کام دھندہ نہیں ہے۔ کبھی کہیں پھر رہے ہوتے ہو تو کبھی کہیں۔" آخر میں طنز کیا۔ "ہاں ہو گئے ہیں اور میرے پاس تو کرنے کو بہت کچھ ہے اسی لیے تو خاشیہ آج بے گناہ ثابت ہوئی ہے۔ہاں آبان کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔اپنا آفس بوڑھے باپ کے حوالے کر کے خود سیریں کر رہا

www.novelsclubb.com

ہوتا ہے۔" حسن نے فوراً سارا ملبہ آبان پہ ڈالا۔ "اوہ آدھے پولیس آفیسر! زیادہ بنو مت۔ خاشیہ صرف اپنی وجہ سے بے گناہ ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ اشعر کا موبائل ہیک نہ کرتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی یہ کام نہ کر پاتا۔ آیا بڑا میاں مٹھو۔" اسنے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ تو تم نے ٹھیک کہا ہے کہ خاشیہ نے خود کو خود ہی بے گناہ ثابت کیا ہے۔" شہیر۔ نے فوراً ہامی بھری۔ "تم تو کہو گے ہی۔ ویسے رشتے کا کیا بنا؟" حسن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "ممی! راضی ہو چکی ہیں۔ وہ جلد ہی رشتہ لے کر جائے گیں۔ بس خاشیہ ہاں کر دے تو شہریار بھائی کے آنے پر شادی کر دی جائے گی۔ ویسے تم دونوں نے بھی شادی کرنی ہے یا نہیں؟" شہیر نے اطمینان سے کہا۔ "میں تو جب بابا کہیں گے تو کر لوں گا لیکن یہ سنگل ہی رہے گا۔ ویسے تم وہ اپنی سپریٹنڈنٹ ارمین سے کیوں نہیں شادی کر لیتے ہو؟" آبان نے پہلے مذاق اڑاتے ہوئے کہا پھر تجویز دی۔ "وہ میری بھابھی ہیں اور بڑی بہن۔ ان کے بارے میں ایسا مت سوچنا۔ اور میں ابھی سنگل ہی اچھا ہوں۔" حسن کے کہنے

www.novelsclubb.com

پر شہیر بولا: "کیا وہ میرڈ ہیں؟" حسن نے گہری سانس بڑھتے ہوئے کہا: "میرے سینئیر کی ڈیتھ ہو گئی ہے وہ ان کی وائف ہیں۔" اسی اثناء میں اسکے موبائل پہ گھنٹہ بجنے لگی۔ اس نے جیب سے نکالتے ہوئے کان سے لگایا۔ "ہاں خرم۔۔۔ کیا؟ ۔۔۔۔اچھا ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔" کال۔ ند کرتے ہوئے وہ فوراً کھڑا ہوا۔ "کیا ہوا؟ سب خیریت ہے؟" شہیر نے تشویش سے پوچھا۔ "جیل میں ایک قیدی ہیں، "سائرہ۔ ان کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔

. . . .

. . . .

www.novelsclubb.com

:کچھ دن بعد

خاشیہ اب اپنے گھر واپس آچکی تھی۔ وہ اپنا گھر اور بزنس دونوں ہی واپس لے چکی تھی۔ اس نے اپنے چچا چچی کو عدالت کی دھمکی تھی جو کہ کافی کارآمد ثابت ہوئی تھی۔ اب وہ بھی جان گئے تھے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ گھر اور بزنس دونوں خود ہی سنبھال لیے تھے۔ آفس میں اب اسماعیل صاحب کے اختیارات ختم ہو چکے تھے۔ اسنے آفس سنبھالتے ہی پہلا پراجیکٹ کشف اور کامران کی کمپنی کے ساتھ کیا تھا۔

وہ آفس سے گھر آئی تھی تو لاؤنج میں مسز درانی، شہریار بھائی اور شہیر بیٹھے تھے۔ وہ بھی ان سے سلام کر کے ادھر بیٹھ گئی۔ مسز درانی نے حال چال پوچھا تو اس نے روکھا سوکھا سا جواب دیا۔ پھر وہ مطلب کی بات پہ آئیں۔ "میں یہاں تمہارے اور شہیر کے رشتے کے لیے آئی ہوں۔ ہم سب ہی چاہتے ہیں کہ تم دونوں کی شادی ہو جائے۔" خاشیہ نے ایک نظران پہ ڈال کہ کہا: "واقعی! تو آپ اپنی بیٹی کی قاتلہ کو

اپنی بہو بنانا چاہ رہی ہیں۔ نائس۔" جیسے تبصرہ کیا ہو۔ شہیر نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔" خاشیہ ! یہ عنایہ کی بھی خواہش تھی اور تمہیں کس چیز پر اعتراض ہے ؟" شہریار بھائی نے گویا سمجھانا چاہا۔" آپ پر اعتراض ہے مجھے۔ وہ آپ ہی تھے ناں۔ جنھوں نے کہا تھا کہ میں قاتل ہوں۔ میں نے آپ کی بہن کو مار دیا۔ آپ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ بلکہ آپ تو میرا گلا بھی دبانے والے تھے۔ بھول گئے اتنی جلدی۔ اوہ آپ تو بھول بھی سکتے ہیں۔ آپ نے کہا تھا مگر میں نے سہا تھا۔ کہنے والے بھول جاتے ہیں مگر سہنے والوں کو ساری زندگی یاد رہتا ہے۔" لہجہ تلخ ہو چکا تھا۔" خاشیہ پلیز تم گھر آئے مہمانوں کی ایسے انسلٹ نہیں کر سکتی ہو۔ اتنا اچھا رشتہ تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ اور ویسے بھی اب تو سب کچھ سامنے آ چکا ہے۔" چچی نے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہوئے کہا۔" میری پیاری چچی جان ! مہمانوں کی انسلٹ نہیں کی جا سکتی مگر مالک کی کی جا سکتی ہے۔ جب میں جیل سے آئی تھی تو وہ آپ اور آپ کے شوہر ہی نہیں تھے جنھوں نے میری انسلٹ کر کے مجھے میرے

www.novelsclubb.com

ہی گھر سے نکالا تھا۔اس وقت میرے پاس رہنے کے لیےاور کوئی جگہ بھی نہیں تھی۔بلکہ یہ تو زیادہ پرانی بات بھی نہیں ہے۔رہی بات سچ سامنے آنے کی تو آپ اور چچا پہلے سے ہی جانتے تھے۔رائٹ چچا جان!"عزت افزائی کرنے کے بعد وہ اٹھی اور انھیں جانے کا کہہ کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔اسکے پیچھے ہی شہیر اٹھا۔ وہ سیڑھیوں تک پہنچ چکی تھی جب اسنے پکارا۔"رکیں خاشیہ میری بات سنیں۔" وہ رکی۔"میری کیا غلطی ہے اس سب میں؟میں نے کیا کیا تھا؟"شہیر نے غصے دباتے ہوئے پوچھا۔"آپ نے کچھ نہیں کیا؟آپ کی وجہ سے مجھے دو سال جیل میں رہنا پڑا۔وہ کم تھا کیا؟"وہ بھی غصے میں بولی۔"میں آپ کو نہیں جانتا تھا خاشیہ۔ میں عنایہ کو جانتا تھا۔میری بہن مری تھی۔آپ سے تو سرسری سی دو چار ملاقاتیں ہی ہوئی تھیں۔ٹھیک ہے وہ ملاقاتیں میرے لیے اہم تھیں مگر میں پھر بھی آپ کو نہیں جانتا تھا۔میں نے اپنی بہن کو کھویا تھا جو مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔"گویا وضاحت دی ہو۔وہ کوئی جواب دیے بغیر سیڑھیاں چڑھ گئی۔وہ پیچھے

تاسف سے کھڑا رہا۔ کاش وہ اور شہریار بھائی اعتدال سے کام لیتے، چیزوں کو سمجھتے تو یہ سب نہ ہوتا۔ اسے دو سال جیل میں نہ رہنا پڑتا۔ اس کی شخصیت نہ بدلتی۔ وہ وہی معاف کرنے والی خاشیہ رہتی۔

....

....

"تم نے شہیر کے رشتے سے انکار کر دیا ہے۔" کشف نے اس سے پوچھا۔ اس نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ یہ ان دونوں کے ہی آفس کے قریب ایک کیفے کا منظر تھا۔ جہاں وہ دونوں بریک ٹائم میں ایک دوسرے سے ملنے کے لیے آئی تھیں۔

"میں کل یونیورسٹی گئی تھی۔ میم عشرت سے ملی تو انھیں تمہارے بارے میں

بتایا۔ وہ جان کر بہت خوش ہوئی تھیں۔ اور انھوں نے تمہارے لیے ایک پیغام بھیجا ہے۔" کشف کے بتانے پر اس نے استفہامیہ انداز میں اسے دیکھا۔" زندگی میں ہمیشہ وہ نہیں ہوتا ہے جو ہم سوچتے ہیں۔ اسی لیے برے وقت میں غمزدہ ہونا انسان ہونے کی نشانی ہے مگر اپنی غم میں کسی دوسرے کو تکلیف دینا نا سمجھ ہونے کی نشانی ہے۔" خاشیہ نے اسے مصنوئی گھورا تو وہ فوراً بولی: " یہ میں نے نہیں میم عشرت نے کہا ہے تمہارے لیے۔ اب آگے تم خود سمجھدار ہو۔" خاشیہ نے سامنے پڑے جوس کا ایک سپ لیا۔ "میں جانتی ہوں کہ مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا اور کل جو شہیر نے کہا وہ ٹھیک تھا اسکا اس سب میں کوئی قصور نہیں۔ اب تو میم عشرت نے بھی کہہ دیا ہے۔" اس۔ کے کہنے پر کشف نے خوشی سے کہا" مطلب میں تمہاری شادی کی شاپنگ اسٹارٹ کروں۔" اسنے بالوں کو جھٹکا دیا اور بولی: "میں نے زینیا کو ایڈاپٹ کرنا ہے۔ اگر اسے کوئی اعتراض نہیں ہوا تو تم شاپنگ شروع کر دینا۔" کشف نے ایک اور سوال پوچھا: "تمہارے چچا، چچی کو اتنی کیوں خواہش ہے

www.novelsclubb.com

تمہاری شادی کی؟"اس نے تلخیہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔"کیونکہ انھیں لگتا ہے میری شادی کے بعد بزنس اور گھر انھیں مل جائے گا۔ مگر میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ بزنس تو میں ہی سنبھالوں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے۔رہی بات گھر کی تو وہ وہاں رہ سکتے ہیں مگر وہ کبھی بھی میں ان کے نام نہیں کروں گی۔"

....

تین سال بعد:

www.novelsclubb.com

یہ منظر ہے درانی ہاؤس کے ایک کمرے کا جہاں کا دروازہ کھول کے خاشیہ اندر داخل ہوئی تھی۔وہ آفس سے آئی تھی۔اس نے اپنا اور لائٹ جلاتے ہوئے بولی:

"حائم!اٹھ جاؤاب۔بابا آنے والے ہیں۔"دو سالہ حائم نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ

رکھ لیا اور اپنی میٹھی سی آواز میں بولا: "ممّا! ابی مجے شونا اے۔" تبھی زینیا اندر آئی۔ اس نے گلابی رنگ کی ایک خوبصورت سی پیروں کو چھوتی فراک زیب تن کی ہوئی تھی۔ "ممّا! حائم ابھی تک نہیں اٹھا۔" اس نے خاشیہ سے کہا تو اسنے نفی میں سر ہلایا۔ "اچھا آپ جا کر تیار ہو جائیں۔ بابا آنے والے ہوں گے۔ میں تب تک حائم کو تیار کر دیتی ہوں۔" اس کی پریشانی دور کرتے ہوئے وہ نرم لہجے میں بولی۔ "تھینک یو زینی۔ میں نے کپڑے پریس کر کے رکھے ہوئے ہیں۔ تم بس تیار کر دو اور اگر یہ تنگ کرے تو مجھے بلا لینا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی بولی۔ "ڈونٹ وری ممّا! میں ہینڈل کر لوں گی۔" وہ بھی سر ہلاتے ہوئے چلی گئی کیونکہ وہ جانتی تھی حائم کو زینیا سے بہتر کوئی نہیں سنبھال سکتا تھا۔ "حائم! آبان چاچو کی شادی پہ شہہ بالا نہیں بننا۔" زینیا کی آواز میں یہ جملہ سنتے ہی وہ آنکھیں کھول کے اٹھ بیٹھا تھا۔

حائم ایک ضدی اور شرارتی بچہ تھا۔اس عمر میں بھی وہ کام کر جاتا تھا جوان کی سوچ سے بھی آگے ہوتا تھا۔ایسے موقع پر صرف زینیا ہی تھی جو اسے سمجھاتی تھی اور وہ سمجھ بھی جاتا تھا۔شہیر کے مطابق ضد میں تو وہ خاشیہ پر گیا تھا مگر شرارت میں آبان اور حسن پر چلا گیا تھا۔

وہ ہال میں بارات کے ساتھ پہنچے تھے۔آبان کا رشتہ چند ماہ اسکی ایک کزن سے طہ ہوا تھا۔جس پر اسے کوئی اعتراض بھی نہ تھا اور اب شادی تھی۔حسن ابھی تک اپنی سنگل لائف مجرموں کو پکڑتے ہوئے اور مظلوموں کو انصاف دلاتے ہوئے انجوائے کر رہا تھا۔ارمین،کشف اور کامران بھی مدعو تھے۔سہیل مراد کو بھی بلایا گیا تھا مگر وہ آج کل اپنی فیملی کے ساتھ سیر پہ گئے ہوئے تھے۔کامران آج بھی خاشیہ کا احسان مند تھا کہ اس نے کشف کو کچھ نہیں بتایا جس سے ان دونوں کے

رشتے میں دراڑ پڑ سکے۔ ارمین، حسن، کشف، کامران، شہیر اور خاشیہ ایک کونے میں کھڑے آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔ زینیا، حسین کو لے کر اسٹیج پہ موجود تھی۔ وقفے وقفے سے باقی بھی ادھر ہی آ گئے۔ بس شہیر اور خاشیہ وہی پر کھڑے تھے۔ سامنے حسن، حائم کو گود میں اٹھائے تنگ کرنے میں مصروف تھا۔ حائم نے بھی ضد کرتے ہوئے اسے دور جانے کا کہا۔ دور سے دیکھتے اسکے ماں باپ کے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔ "تمہارا بیٹا ضد میں تو بالکل تم پر گیا ہے۔" شہیر نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔ "صرف میرا۔ آپکا بھی بیٹا ہے۔" اسنے یاد دلایا تو وہ بولا: "مگر گیا تو تم پر ہے ناں۔ میری بیٹی کو دیکھا ہے بالکل میری طرح سمجھدار ہے وہ۔ جیسے میں تمہیں سمجھداری سے کوئی بات کہتا ہوں۔ وہ بھی بالکل ویسے ہی تمہارے بیٹے۔۔۔۔ مطلب ہمارے بیٹے کو سمجھاتی ہے۔" اس نے خاشیہ کو تنگ کرتے ہوئے کہا مگر آخر میں اس کے گھورنے پر تصیح کی۔ وہ اسکے انداز پہ مسکرا دی۔ کچھ فاصلے پہ کھڑی ارمین انھیں دیکھ کر نم آنکھوں سے

www.novelsclubb.com

مسکرادی۔وہ بھی داؤد کی سنگت میں کھڑی اتنی ہی حسین لگتی تھی جتنی اس وقت خاشیہ لگ رہی تھی۔اسنے دل سے دونوں کے ہمیشہ ساتھ رہنے کی دعا کی۔

••

وہ ایک چھوٹے سے تاریک کمرے میں کونے پر دیوار سے لگ کر بیٹھی تھی۔ساتھ والی دیوار پہ انگلی سے کچھ لکھ رہی تھی۔پھر خود کلامی کرتے ہوئے بولی:"ستارے بھی۔۔۔بھی تو چمکتے ہیں۔۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔۔لوگوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہ۔۔ہمیشہ چاند ہی نظر آتا ہے۔جیسے کسی کو بھی۔۔۔۔مم میں نظر نہیں۔۔۔۔۔آئی۔۔۔۔۔اور ر۔۔۔خاشیہ کے سامنے میری چمک۔۔۔ماند پڑ گئی۔وہ چاند ہے۔۔۔۔۔۔تو

www.novelsclubb.com

میں بھی ستارہ ہوں۔۔۔۔۔ہوں ناں؟" پھر اسنے پاس پڑا پتھر اٹھایا اور اس سے دیوار پر لکھا۔

"Soha-Shaheer-Billionaire"

وہ تین الفاظ جو اسکی زندگی کا محور تھے۔ جن سے اس نے جنون کی حد تک محبت کی تھی۔ اسے عمر قید ہوئی تھی۔ اسکے گھر والوں نے اسے بچانے کا ہر حربہ آزمایا تھا مگر سوہا کے کمائے ہوئے پیسے ختم ہو رہے تھے اور وہ جیل میں رہتے رہتے ایک نفسیاتی مریضہ بن رہی تھی۔ اسکے برعکس اشعر اسی سال رہا ہو چکا تھا۔ اسنے بہت فخر سے کہا تھا کہ دنیا کی کوئی بھی عدالت اسے سزا نہیں دے سکتی۔ اسکے اگلے دن ہی اس کا ایک خطرناک حادثہ ہوا۔ جس میں وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ وہ بھول گیا تھا کہ دنیا کی عدالتوں کے علاوہ ایک عدالت اور بھی ہے، اللہ کی عدالت۔ جہاں جج بھی

وہی ہے، وکیل بھی وہی، گواہ بھی وہی اور ثبوت بھی وہ ہی پیش کرے گا۔ اور سب سے بڑھ کر وہاں رشوت یا سفارش نہیں چلتی۔

....

....

اے ایمان والو! عدل وانصاف پر مضبوطی سے جم جانے والے اور خوشنودی مولا کے لئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ داروں عزیزوں کے وہ شخص اگر امیر ہو تو اور فقیر ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے اس لئے تم خواہش نفس کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑ

دینا اور اگر تم نے کج بیانی یا پہلو تہی کی تو جان لو کہ جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔"

(سورہ النساء: آیت نمبر 135)

. . . .

. . . .

www.novelsclubb.com